سِلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۳۹

فیضانِ حرم

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتب خانہ مظہری
گلشن اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲
فون [illegible]

سلسلۂ مواعظ حسنہ ﴿۳۹﴾

از

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

انتساب

احقر کی جملہ تصانیف وتالیفات درحقیقت مرشدنا ومولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم اور حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبتوں کے فیوض وبرکات کا مجموعہ ہیں۔

احقر محمد اختر عفا اللہ عنہ

صفحہ	عنوان

صفحہ	عنوان

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

نہ گلوں سے مجھ کو مطلب نہ گلوں کے رنگ و بو سے
کسی اور سمت کو ہے مری زندگی کا دھارا
جو گرے ادھر زمیں پر مرے اشک کے ستارے
تو چمک اٹھا فلک پر مری بندگی کا تارا

(عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد اختر صاحب مدظلہم العالی)

عرضِ مرتب

نام وعظ .... فیضانِ حرم

مقرر .... عارف باللہ حضرت اقدس مرشدنا و مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت ظلہم العالی

مرتب .... یکے از خدام حضرت والا دامت برکاتہم

مقام وعظ .... مکہ مکرمہ، ایک معززِ شہر کے مکان پر

تاریخ و وقت .... ۵ شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۲ نومبر ۱۹۹۹ء

بروز جمعہ بعد نماز عشا

موضوع .... حصول تقویٰ یعنی اللہ تعالیٰ کا ولی بننے کا طریقہ، اللہ کی محبت اور اہل اللہ کی ضرورت و اہمیت اور ترک معصیت یعنی تقویٰ کی لذت پر قلب و جاں کو مست کرنے والے عجیب و غریب عاشقانہ مضامین جن کی حلاوت و اثر انگیزی کا اندازہ پڑھنے سے ہی ہوسکتا ہے اور حضرت والا کے سینۂ مبارک کو اللہ تعالیٰ نے جو بے مثل اور منفرد آتش عشق اور درد محبت عطا فرمایا ہے اس کی تھوڑی سی غمازی حضرت والا کے الفاظ اور اشک ہائے محبت کرجاتے ہیں

ہر کہ دیدن میل دارد در سخن بیند مرا

جس سے ہم جیسے نامحرمان عشق کو بھی اس لذت درد کی کچھ چاشنی مل جاتی ہے کیونکہ حضرت والا کی آہ بے خبرسے بے خبر کو بھی گھائل کئے بغیر نہیں رہتی۔ حضرت والا ہی کا شعر ہے۔

آہ سے راز چھپایا نہ گیا
منہ سے نکلی مرے مضطر ہوکر
چشم نم سے جو چھلک جاتے ہیں
ہیں فلک پر وہی اختر ہوکر

پیش نظر وعظ فیضانِ حرم اسم بامسمّٰی اور حرم مکہ مکرمہ کی تجلیات و فیوض و برکات کا حامل ہے اور حضرت والا کے جملہ مواعظ کی طرح علم و عشق و معرفت کا عجیب و غریب مرقع ہے جس میں منزل تقویٰ یعنی حصول ولایت کی رہ نمائی آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ کی عجیب و غریب عاشقانہ تفاسیر و شروح سے کی گئی ہے اور راہ حق کے حجابات اور ان کے رفع کرنے کا علاج نہایت دلسوزی و درد کے ساتھ حضرت والا نے پیش فرمایا ہے۔ یہ ایک ہی وعظ سالک کو فرش سے عرش تک پہنچانے کے لئے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت والا دامت برکاتہم کا سایۂ عاطفت طویل ترین عرصہ تک ہمارے سروں پر قائم رکھیں آمین۔

اطال اللّٰہ حیاتہ و ادام اللّٰہ ظلالھم علینا و علٰی سائر المسلمین الٰی مأة و عشرین سنة مع الصحة والعافیة و خدمات الدینیہ و شرف حسن القبولیة آمین یا رب العالمین بمنك و کرمك یا ارحم الراحمین و بحرمة سید الاولین والآخرین علیه الصلوٰة والتسلیم

حررہ
یکے از خدام حضرت والا دامت برکاتہم
۱۹ ذوقعدہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۴ فروری ۲۰۰۱ء بروز چہار شنبہ

فیضانِ حرم

الحمدللّٰہ و کفیٰ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اِنْ اَوْلِیَــآءُ ہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ

وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ

یَااَبَا ھُرَیْرَۃَ اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَکُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ

میں نے اس وقت ایک آیت شریفہ تلاوت کی ہے اور ایک حدیث شریف آپ حضرات کو سنائی ہے۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ ہمارے اولیاء اور دوست وہی ہیں جو تقویٰ سے رہتے ہیں اِنْ اَوْلِیَــآءُ ہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ میں اِنْ نافیہ ہے کہ ہمارا کوئی ولی نہیں الاالمتقون مگر جو تقویٰ سے رہتے ہیں اور جو حدیث سنائی اس کا ترجمہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اے ابوہریرہ تم اگر گناہ سے بچو، اللہ کو

ناراض نہ کرو تو تم سب سے بڑے عبادت گذار ہوجاؤ گے کیونکہ تقویٰ چوبیس گھنٹہ کی عبادت ہے۔ نوافل و ذکر و تلاوت کوئی چوبیس گھنٹہ نہیں کرسکتا لیکن گناہ نہ کرنے کی عبادت چوبیس گھنٹے جاری رہتی ہے۔

حقِ ربوبیت اور تقاضائے بندگی

خدائے تعالیٰ کو ناراض نہ کرنا حق تعالیٰ کی پرورش اور احسان کا بھی تقاضا ہے اور شرافت بندگی کا بھی تقاضا ہے کہ اپنے پالنے والے کو ناراض کرکے ہم حرام لذتوں کو اپنے قلب میں نہ لائیں اور یہ حقیقت وہ ہے کہ لائق بچے بھی جس پر عمل پیرا ہیں کہ محلّہ کا کوئی لڑکا اگر کہتا ہے کہ چلو آج سینما دیکھیں تو شریف بچہ کہتا ہے کہ نہیں ابا ناراض ہوجائیں گے۔ اگر وہ کہتا ہے کہ آج ابو کی فکر چھوڑو، ابا کو ناراض ہونے دو تو جو لائق بیٹا ہوتا ہے وہ یہی کہتا ہے کہ ابا نے ہمیں پالا ہے ہم تمہارے مشورہ پر عمل کرکے اپنے پالنے والے کو ناراض نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہیں، سارے عالم کو پال رہے ہیں وہ اس کے زیادہ حقدار ہیں کہ ہم ان کو ایک لمحہ کے لئے ناراض نہ کریں۔ وہ سارے عالم کے پروردگار ہیں، سارے عالم کی پرورش کی ذمہ داری اللہ نے اپنے ذمہ لی ہے اور ہم سب اجزائے عالم ہیں، تو جو سارے عالم کو پال سکتا ہے وہ جزو عالم

کو نہیں پال سکتا؟ لہٰذا شیطان کی دھمکی سے مت متاثر ہو کہ تم کہاں سے کھاؤ گے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان کی چال میں آکر رزق کے معاملہ میں تم حرام و حلال کی پروا نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ذمہ رزق نہیں رکھا ہے، ہر جاندار کے رزق کی ذمہ داری اللہ نے خود لی ہے۔ بس تھوڑا سا سبب تو اختیار کرنا پڑے گا مثلاً دوکان کھولنی پڑے گی لیکن گاہک اللہ بھیجے گا اس لئے ان کو ناراض کرکے نہ رزق کماؤ نہ کوئی ایسا کام کرو جو ان کی ناراضگی کا سبب ہو۔

غیر فانی سہارا

بس میرا مضمون یہی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے دوست بن جائیں۔ اللہ کے علاوہ جتنی دوستیاں ہیں جن سے ہم اپنے دل کو بہلا رہے ہیں جس کا نام غیر اللہ ہے ان کا سہارا کوئی سہارا نہیں۔ دوستو! دردِ دل سے کہتا ہوں کہ جس دن دنیا سے ہماری روانگی ہوگی تو اس وقت دنیا کا کون دوست کام آسکتا ہے؟ حضرت سعدی شیرازی کا شعر ہے ؎

اما کہ زیر خاک تن ما نہاں شود
آنہا کہ کردہ ایم یکایک عیاں شود

جس دن ہمارا جسم مٹی کے نیچے دفن ہوگا تو جو کچھ ہم نے کیا ہے وہ یکایک سامنے آجائے گا۔ اللہ کو بھلا کر جن سے ہم نے دل

لگایا تھا وہ سب اس وقت ساتھ چھوڑ دیں گے کیونکہ وہ سب فانی سہارے تھے۔ اللہ کے علاوہ کوئی نہیں ہے جو پائیدار اور باقی ہو اور ہمیشہ کے لئے دل بہلانے کی ذمہ داری قبول کرے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ کسی کو کپڑے کا شوق ہے اور شاندار لباس کا عادی ہے، ہزاروں ریال کے شاندار جبے وغیرہ پہن کر دل میں بہت ہی فرحت محسوس کرتا ہے لیکن رات کو اپنے مفرحات یعنی قیمتی لباس اُتار کر اور معمولی لباس پہن کر سوئے گا تو پھر کون سی چیز تمہیں فرحت دے گی ؟ مولانا فرماتے ہیں کہ کپڑوں سے عزت حاصل کرنے والو! جب سوتے وقت کپڑے اتاروگے تو کیا تمہاری عزت اتر جائے گی؟ اور عزت کیا کوئی ایسی چیز ہے کہ اتار کر کھونٹی پر ٹانگ دی جائے ؟لہٰذا عزت تقویٰ سے اور اللہ کی رضا سے ہے۔

تذکرہ سفر قونیہ اور درس مثنوی

مولانا رومی کی قبر کو اللہ تعالیٰ نور سے بھر دے، عجیب و غریب مضمون ہے۔ میں تو بچپن ہی سے مولانا کا عاشق ہوں اور بچپن سے مولانا کا شہر قونیہ دیکھنے کا شوق تھا لہٰذا گذشتہ سال لندن جاتے ہوئے راستہ میں ترکی ٹھہر گیا جہاں لندن کے میزبان اور دیگر علماء سفر کی ہمراہی کے لئے پہلے ہی آگئے تھے۔ جنوبی افریقہ سے بھی بہت سے احباب جن میں اکثر علماء تھے تشریف لے آئے تھے۔

استنبول سے پوری ایرکنڈیشن بس کرایہ پر لی گئی اور تقریباً گیارہ گھنٹہ میں ہم لوگ قونیہ پہنچے، ہم سب ۳۲ آدمی تھے۔ مولانا رومی کی خانقاہ میں مثنوی شریف پڑھانے کا شرف بھی مجھ کو حاصل ہوا اور پڑھنے والے سب علماء تھے انہوں نے کہا مثنوی پڑھانے کی اجازت دیجئے۔ پھر وہاں سے تقریباً دس کلو میٹر کے فاصلے پر اس جنگل میں بھی گیا جہاں مثنوی کے اشعار ہوئے ہیں اور جس کے بارے میں مولانا رومی فرماتے ہیں کہ جب میں آہ کرتا ہوں تو سوائے آسمان کے میرے ساتھ کوئی نہیں ہوتا۔

آہ را جز آسماں ہمدم نبود
راز را غیر خدا محرم نبود

میری آہ کا سوائے آسمان کے کوئی ساتھی نہیں ہوتا اور میری محبت کے راز کو سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ؎

نعرۂ مستانہ خوش می آیدم
تاابد جاناں چنیں میں بایدم

جنگل کی اس تنہائی میں اے خدا نعرۂ مستانہ مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے اور قیامت تک اے محبوب حقیقی آپ کی یاد میں اسی طرح میں نعرے لگانا چاہتا ہوں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ؎

ہر کجا بینی تو خوں بر خاک ہا
پس یقیں می داں کہ آں از چشم ما

اس عالم خاکی میں جہاں بھی دیکھنا کہ آنسوؤں کے بجائے کچھ خون گرا ہوا ہے تو اے دنیا والو! یقین کرلینا کہ جلال الدین ہی کی آنکھوں سے خون کی یہ بارش ہوئی ہوگی۔ اور فرمایا کہ میں جب استغفار کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ سے کہتا ہوں کہ میرے تمام نالائق اعمال کو معاف فرمادیجئے اور۔

در مناجاتم بہ بیں خون جگر

میری مناجات میں میرے جگر کا خون بھی ہے۔ اگر گنہگاروں کے آنسو خالی پانی ہوتے تو شہیدوں کے خون کے برابر وزن نہ کئے جاتے

کہ برابر می کند شاہ مجید
اشک را در وزن با خون شہید

وہ بزرگ اللہ والا صاحب قونیہ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ گنہگار بندوں کے آنسوؤں کو شہیدوں کے خون کے برابر وزن کرتے ہیں جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ دو قطروں سے زیادہ کوئی قطرہ اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں، ایک آنسو کا وہ قطرہ جو اللہ کی خشیت سے نکلا ہو اور دوسرا خون کا وہ قطرہ جو اللہ کی راہ میں گرا ہو۔

یہ ہے جلال الدین رومی شاہ خوارزم کا نواسہ یہ بادشاہ کا سگا نواسہ ہے مگر اللہ کی محبت میں اپنے پیر شمس الدین تبریزی کا بستر

چکی گندم اور دوسرا سامان اپنے کندھوں پر لاد کر ان کے پیچھے پیچھے پھرتا تھا اور فرمایا کہ پیر کی اس خدمت اور محبت کی برکت سے آج میرا نام مولائے روم ہے ورنہ لوگ مجھے ملا جلال الدین کہتے تھے۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نہ شد

یہ مولوی جلال الدین پہلے مولائے روم نہیں تھا شمس الدین تبریزی کی غلامی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یہ عزت بخشی کہ آج ساری دنیا مجھے مولائے روم کہہ رہی ہے۔

سچے پیر کی علامت

اور فرمایا کہ میں نے شمس الدین کا انتخاب کیوں کیا جبکہ دنیا میں اس وقت بہت سے پیر تھے۔ فرماتے ہیں کہ ؎

من غلام آں کہ نفروشد وجود

میں نے مرشد شمس الدین تبریزی کی غلامی اس لئے قبول کی ہے کیونکہ وہ بکاؤ مال نہیں ہے، وہ اپنی زندگی کو فروخت نہیں کرتا، نہ تاجِ سلطنت سے، نہ تختِ سلاطین سے، نہ سورج اور چاند سے، نہ بریانی پلاؤ اور شامی کباب سے مگر وہ کہاں بکتا ہے۔

جز بآں سلطان با افضال و جود

وہ اللہ جو صاحبِ افضال ہے، صاحبِ جود و کرم ہے اسی اللہ پر میرا پیر اپنی ہستی اور اپنی شخصیت، اپنے جذبات اور اپنی آرزوؤں اور تمناؤں کو فدا کرتا رہتا ہے۔ جہاں دیکھتا ہے کہ اللہ خوش ہے اس رزق حلال اور نعمت حلال کو استعمال کرتا ہے اور جہاں دیکھتا ہے کہ میرا دل تو خوش ہوگا مگر میرا اللہ خوش نہیں ہوگا تو ایسی خوشیوں پر بے شمار لعنت بھیجتا ہے۔ سوائے اللہ کے میرا پیر کسی سے نہیں بکتا، اپنی تمناؤں اور آرزوں کو اللہ تعالیٰ کی مرضیات پر فدا کرتا رہتا ہے۔ دِلی کا ایک شاعر کہتا ہے ؎

لے آرزو کا نام تو دل کو نکال دیں
مومنؔ نہیں جو ربط رکھیں آرزو سے ہم

جس آرزو سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو ایسی آرزو کو اگر اے دل تو نہیں چھوڑے گا تو ایسے دل ہی کو نکال دوں گا یعنی ایسی بات کو ہرگز نہ مانوں گا۔ دل میں جو خواہش پیدا ہو اپنے دل ہی سے فتویٰ لے لیجئے کہ اس کام کو جو دل چاہتا ہے اے دل کیا اللہ تعالیٰ بھی اس سے خوش ہے کہ نہیں۔ اگر آپ کے دل سے آواز آجائے کہ اللہ تعالیٰ تو خوش نہیں ہیں، دل کہدے کہ اللہ کے پیاروں کی تو یہ صورت نہیں ہے، اللہ کے پیاروں کی تو یہ سیرت نہیں ہے تو دل کی بات ماننے میں فائدہ ہے یا جس نے دل بنایا ہے اس کی بات

ماننے میں فائدہ ہے؟ لہٰذا جب انہوں نے حرام چیزوں سے منع فرمادیا ، دوسروں کی بہو ، بیٹیوں کو دیکھنے سے منع فرمادیا تو پھر ہم اپنی زندگی اور جسم کی مٹی کو مٹی کے کھلونوں پر کیوں مٹی کریں۔

چھوٹے بچوں سے وفاداری کا سبق

لہٰذا جب دل میں کوئی خواہش پیدا ہو تو اللہ کے نام پر اختر اپیل کرتا ہے اور گو عجمی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس وقت عرب میں مقرر ہوں ورنہ اگر مالک آپ لوگوں کے دلوں میں محبت نہ ڈالتا تو میری بات آپ کیوں سنتے۔ اس لئے درد دل سے کہتا ہوں کہ جب دل میں کوئی خواہش پیدا ہو تو فوراً ایک چھوٹے بچے سے سبق لے لو۔ بعض بچے ایسے مہذب اور تربیت یافتہ ہوتے ہیں کہ اگر کوئی ان کو ٹافی پیش کرتا ہے کہ لو یہ ٹافی تو وہ بچہ اپنے ابا کو دیکھتا ہے کہ ابا کا کیا اشارہ ہے۔ جب ابا آنکھ سے اشارہ کردیتا ہے کہ لے لو تو وہ بچہ لے لیتا ہے ورنہ نہیں لیتا۔ اسی طرح جب آپ کے دل میں بھی کوئی خواہش پیدا ہو اور شیطان حسین شکلوں کی ٹافی پیش کرے تو آسمان کی طرف دیکھو کہ ربا کیا چاہتا ہے ، وہ اس بات سے خوش ہے یا نہیں۔ کیا ابا سے حق ربا کا زیادہ نہیں ہے؟ باپ نے یہ آنکھیں نہیں بنائی ہیں ، ماں کے پیٹ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آنکھیں بنائی ہیں ، بجمیع اعضائنا و بجمیع

اجزائنا و بجمیع کمیاتنا و بجمیع کیفیاتنا ہم اللہ تعالیٰ کے غلام ہیں ۔ ہمارا کوئی عضو اور کوئی جز ، ہماری کوئی کیفیت اور کوئی خواہش ان کی غلامی سے آزاد نہیں ہے لہٰذا جب دل میں کوئی خواہش پیدا ہو خواہ نظر کی ہو یا زبان کی ہو ، ہاتھ کی ہو یا پیر کی ہو تو ایک چھوٹے بچے سے سبق لے لو کہ وہ ابا کے اشارہ کے بغیر ایک ٹافی تک نہیں لیتا ۔ آہ! ہم ایک چھوٹے بچے سے بھی گئے گذرے ہیں کہ ربا کا اشارہ نہیں دیکھتے اور اپنی خواہش پر عمل کرلیتے ہیں لہٰذا شرافت بندگی کا تقاضا ہے کہ جب دل میں کوئی خواہش پیدا ہو تو ربا کا اشارہ دیکھو کہ وہ خوش ہے یا نہیں اور اپنے دل سے فتویٰ لے لو ۔ اگر آپ کا دل فیصلہ کردے کہ اے دل تجھ کو تو مزہ آئے گا مگر اللہ تعالیٰ اس بات سے خوش نہیں ہوں گے تو بس پھر اپنی خوشیوں کا خون کرنا سیکھ لو ۔ اسی خون آرزو سے وہ ملتے ہیں ۔

دوستو یہ چراغ دنیا کے
تیل سے بوٹیوں کے جلتے ہیں
دل میں لیکن چراغِ عشقِ خدا
آرزو کے لہو سے جلتے ہیں

خونِ آرزو مطلعِ آفتابِ قرب ہے

جب مشرق لال ہوتا ہے تو دنیا کو سورج ملتا ہے مگر یہ سورج ہمارا سورج نہیں ہے کیونکہ کافر اور یہودی بھی اس سورج سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ خدا کے عاشقوں کا سورج وہ ہے جو کافروں کو عطا نہیں ہوتا اور وہ ہے اللہ کے نور کا سورج، جو آرزوؤں کے خون سے طلوع ہوتا ہے، لہٰذا اللہ والے خالق خورشید اور خالق آفتاب اپنے دل میں رکھتے ہیں اس لئے ایک نہیں بے شمار آفتاب رکھتے ہیں۔ ایک بزرگ کا شعر ہے۔

جب کبھی وہ اِدھر سے گذرے ہیں
کتنے عالم نظر سے گذرے ہیں

اور ہر عالم صاحبِ خورشید اور صاحبِ قمر ہوتا ہے پس بے شمار آفتاب اللہ والے اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ اسی لئے وہ دنیا کے چاندوں سے مستغنی ہوتے ہیں، مٹی کے کھلونوں پر اپنی زندگی کو ضائع نہیں کرتے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی امارد سے احتیاط

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ بہت حسین تھے، حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ درس میں ان کو پشت کے پیچھے بیٹھاتے تھے

تاکہ نگاہ نہ پڑے ۔ علامہ شامی لکھتے ہیں کہ ان ابا حنیفة رحمه الله تعالیٰ کان یُـجْلِسُ امام محمدٍ فی درسه خلف ظهره مخافة عینه مع کمال تقواه ۔شامی لکھتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام محمد کو بوجہ غایت حسن اور شدت جمال کے درس میں اپنی پشت کے پیچھے بیٹھاتے تھے اپنی نظر کے خوف سے باوجودیکہ آپ کمال درجہ کے متقی تھے۔ میرے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب چراغ کی روشنی کے سائے میں داڑھی ہلتی ہوئی نظر آئی تو پتہ چلا کہ داڑھی آگئی ہے تو فرمایا کہ امام محمد اب سامنے آجاؤ۔ سبحان اللہ ! کیا تقویٰ تھا کہ عرصہ تک امام صاحب کو یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ شاگرد کے داڑھی آگئی ہے ۔ ہمارے بزرگوں نے اس طرح سے احتیاط کی ہے۔

حضرت حکیم الامت تھانویؒ کی امارد سے احتیاط

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مولوی شبیر علی صاحب مہتمم خانقاہ تھانہ بھون نے ایک بے ریش لڑکے کو کسی کام سے بھیج دیا۔ حضرت بالا خانے پر باوضو تفسیر بیان القرآن لکھ رہے تھے ، فوراً نیچے آگئے اور فرمایا کہ دیکھو میری تنہائیوں میں بے داڑھی والے لڑکوں کو نہ بھیجا کرو ۔ ان سے اتنی ہی احتیاط ہے جتنی عورتوں سے ہے لا فرق بینه و بینها علامہ شامی لکھتے ہیں کہ الامرد

الحسن الذی طر شاربه و لم تنبت لحیته فحکمه کحکم المرأة لا یجوز النظر من فرقه الیٰ قدمه جس لڑکے کی مسیں بھیگ رہی ہوں یعنی مونچھیں آنا شروع ہوئی ہوں مگر ابھی داڑھی نہ آئی ہو اس کے حکم اور عورت کے حکم میں کوئی فرق نہیں۔ سر سے پیر تک ایسے لڑکوں کو دیکھنا جائز نہیں۔ یہ وہ شامی ہے جس کے ذریعہ سے آج تمام دنیا میں فتاوے دیئے جاتے ہیں۔

فنائیت حسن کے متعلق حضرت امام محمدؒ کا ارشاد

تو میں کہہ رہا تھا کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ بہت حسین تھے مگر ان کی شادی ایسی عورت سے ہوئی جس پر حسن کا اطلاق ممکن نہ تھا۔ پہلے زمانے میں بچے اتنے شریف ہوتے تھے کہ ماں باپ جہاں رشتہ لگادیں وہ ماں باپ سے لڑتے نہیں تھے کہ میں کیسا ہوں اور آپ نے انتخاب کیسا کیا، خون کے رشتوں کی وجہ سے ترجیح دے دی کہ خون کا رشتہ ہے، اس کا حق ادا ہوجائے گا، صلہ رحمی ہوجائے گی، ایک لڑکی کا گھر بس جائے گا۔ایک دن ایک شاگرد سے کھانا منگوایا، تیز ہوا سے امام محمد کی بیوی کا نقاب ذرا سی دیر کو ہٹ گیا تو دیکھا کہ بیوی امام صاحب کے بالکل برعکس ہے۔کھانا تو لے آیا مگر الگ بیٹھ کے رونے لگا۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ کیوں روتا ہے؟ اس نے کہا کہ آپ کی قسمت پر رو رہا ہوں، آپ

جس قدر حسین ہیں آپ کی بیوی اتنی ہی غیر حسین ہے۔ امام محمد ہنس پڑے اور فرمایا کہ اے بیٹے میں اس وقت فقہ پر چھ کتابیں لکھ رہا ہوں زیادات ، مبسوط ، جامع صغیر ، جامع کبیر ، سیر صغیر ، سیر کبیراور تم لوگوں کو پڑھابھی رہا ہوں۔ اگر بیوی حسین ہوتی تو اپنی بیوی کے پاس بیٹھا ہوا اس کے حسن کا مشاہدہ، معاینہ اور ملاحظہ کرتا۔ تم کہتے کہ استاد کنزالد قائق کا گھنٹہ ہوگیا ،میں کہتا کہ میں حسن الد قائق میں مشغول ہوں اور پھر ایک جملہ فرمایا۔ دوستو! آج اس کو درد دل سے پیش کرتا ہوں جو بد نظری کے علاج کے لئے نہایت مفید جملہ ہے ۔فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ اپنے پیار کے لئے قبول کرتے ہیں، اپنی محبت کے لئے منتخب فرماتے ہیں ، اپنے دین کی خدمت کے لئے جس کا انتخاب کرتے ہیں اس کو مٹی کے کھلونوں میں ضائع نہیں کرتے ۔ آج سارے عالم میں جو حسین بکھرے ہوئے ہیں چاہے وہ **حسین فی الطریق** ہوں یا **حسین فی السوق** ہوں یا **حسین فی المطار** ہوں یا **حسین فی القنطار** ہوں یہ سب مٹی کے کھلونے ہیں ایک دن قبروں میں دفن ہوکر مٹی ہوجائیں گے، ان کے حسن اور نمک کو تلاش کروگے تو سوائے مٹی کے کچھ نہیں پاؤگے لہٰذا ان مٹی کے کھلونوں پر اپنی حیات کو ضائع نہ کرو اس لئے میرا آج سے پچیس سال پہلے کا شعر ہے کہ ۔

کسی خاکی پہ مت کر خاک اپنی زندگانی کو
جوانی کر فدا اس پر کہ جس نے دی جوانی کو

عالمِ شباب کو اللہ پر فدا کرنے کا انعام

اپنی مٹی کو ان مٹی کے کھلونوں پر مٹی مت کرو۔ جس اللہ نے عالمِ شباب عطا فرمایا ہے اپنے شباب کو اسی پر فدا کرو کیونکہ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ جس جوان نے اپنی جوانی اللہ تعالیٰ پر فدا کی اور نافرمانی سے جوانی کا عیش نہیں لیا اس کو قیامت کے دن سایۂ عرشِ الٰہی کا وعدہ ہے۔ بخاری شریف کی روایت ہے شَابٌّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَةِ رَبِّهٖ جس جوان کی جوانی اپنے رب کی عبادت میں پروان چڑھی اور دوسری روایت ہے شَابٌّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ اور تیسری روایت فتح الباری شرح بخاری میں علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی ہے جس کو اختر آپ کے سامنے پیش کررہا ہے کہ شَابٌّ اَفْنَا شَبَابَهٗ وَ نَشَاطَهٗ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ جس جوان نے اپنی جوانی کی نشاط اور خوشیاں سب اللہ کی عبادت میں فنا کردیں اس کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ عرش کا سایہ عطا فرمائیں گے جس دن اس سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

اور میرے شیخ فرماتے تھے کہ جو اپنی خواہشات کو جلا کر خاک کرتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے اور خونِ آرزو کرتا ہے، شکستِ

تمنا کرتا ہے اس کا جلا بھنا دل اور ایمان اس قدر خوشبودار ہوتا ہے کہ شامی کباب اس کے مقابلہ میں کیا چیز ہے۔ جدھر سے یہ گذر جائے گا کافر بھی کہہ اٹھے گا کہ بھئی یہ کوئی اللہ والا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہیں، وہ کسی بندے کی محنت اور مجاہدۂ شکستِ آرزو اور خون تمنا کو رائیگاں نہیں کرتے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ اسی روئے زمین پر کتنے بندے ہیں جو وی سی آر سینما، ڈش انٹینا اور بدنظری کی لعنت میں مبتلا ہیں لیکن انہیں میں کچھ بندے ایسے بھی ہیں جو میری لعنت سے بچنے کے لئے اپنی نظر کی حفاظت کرتے ہیں، ان کا دل ہزاروں زخم حسرت کھاتا رہتا ہے مگر یہ وہ بندے ہیں جو مجھ کو ناراض کرکے حرام لذت کو استیراد نہیں کرتے، درآمد نہیں کرتے، امپورٹ نہیں کرتے۔ تین زبانیں بول رہا ہوں۔ عرب کی رعایت سے استیراد کو میں نے مقدم کیا ہے، یہاں امپورٹ ایکسپورٹ کے آفسوں پر لکھا رہتا ہے مکتب الاستیراد و التصدیر، یہ آپ کی لغت بول رہا ہوں اور مولانا رومی کی نصیحت پر عمل کررہا ہوں کہ جس چڑیا کو شکار کرنا ہے تو اس کی بولی مشق کرلو۔

حسنِ مجازی کیوں دل لگانے کے قابل نہیں؟

تو میں کہہ رہا تھا کہ اللہ کے خاص بندے اپنے دل پر غم اٹھا

لیتے ہیں لیکن اللہ کو ناراض کر کے حرام لذت نہیں لیتے کیونکہ جانتے ہیں کہ ہر حسین کا جغرافیہ بدلنے والا ہے، یہ دل بہلانے کے قابل نہیں ہیں۔ جب حسن کا جغرافیہ بدل جائے گا پھر اپنا دل بہلانے کے لئے کہاں جاؤ گے۔ اس پر میرا شعر سنئے جس میں آپ کو میں فلکیات کی سیر کراؤں گا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ یہ کیوں کہتے ہیں کہ میرا شعر، میرا شعر۔ میں کہتا ہوں کہ کیا تیرا کہدوں۔ شعر تو میرا ہے تیرا کیسے کہدوں۔ اپنے بچہ کو اپنا بچہ ہی کہا جاتا ہے، فرق اتنا ہے بچہ پیدا ہوتا ہے ماں کے پیٹ سے اور شعر پیدا ہوتے ہیں دردِ دل سے۔ بس تو دیکھو میرا شعر ؎

حسینوں کا جغرافیہ میر بدلا
کہاں جاؤ گے اپنی تاریخ لے کر

جب حسینوں کا جغرافیہ بدل جائے گا تو ان کو دیکھ کر خود روؤ گے کہ آہ میری جوانی مٹی کے کھلونوں پر غارت ہوئی اور پھر وہ کھلونے بھی ختم ہو گئے ؎

حسینوں کا جغرافیہ میر بدلا
کہاں جاؤ گے اپنی تاریخ لے کر
یہ عالم نہ ہوگا تو پھر کیا کرو گے
زحل مشتری اور مریخ لے کر

خاصان خدا کے استغنا عن المجاز کا سبب اور اس کی تمثیل

بتایئے آپ کو آسمانوں کی سیر کرارہا ہوں کہ نہیں۔ زحل مشتری اور مریخ کے متعلق سائنس دانوں کی تحقیق ہے کہ اللہ نے زحل اور مشتری کو چار چاند، مریخ کو چھ چاند اور دنیا کو ایک چاند دیا اور عطارد کو ایک چاند بھی نہیں دیا کیونکہ سورج کے بالکل قریب ہے اس لئے سورج کی روشنی سے ہر وقت چمکتا رہتا ہے۔ اسی پر میں کہتا ہوں کہ آفتاب ایک مخلوق ہے اس کے قریب رہنے والے سیارہ کو اللہ نے چاندوں سے مستغنی کردیا تو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے جو اپنے قلب میں خالقِ آفتاب اور خالقِ شمس و قمر کی تجلیاتِ خاصہ رکھتے ہیں تو اللہ کے نور کی تجلی ان کو زمین کے چاندوں سے مستغنی نہ کردے گی؟ یہی وجہ ہے کہ وہ مٹی کے رنگ و روغن سے، مٹی کے ڈمپروں سے، مٹی کے کھلونوں سے نہیں بکتے۔ یہی دلیل ہے کہ ان کا قلب غیر اللہ سے مستغنی ہے، یہی علامت ہے کہ یہ شخص صاحبِ نسبت ہے، یہی علامت ہے کہ یہ صاحب ولایت ہے، یہی علامت ہے کہ یہ اللہ کا ولی اور دوست ہے۔ جب تک قلب غیر اللہ سے مستغنی نہ ہو اور دنیا کے چاندوں پر مر رہا ہو تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کی تجلیات خاصہ سے ابھی محروم ہے۔

اور دنیا کو ایک چاند کیوں دیا ؟ سائنس دانوں کو اس کا پتہ نہیں۔ کیونکہ اس دنیا پر اللہ تعالیٰ کو شریعت کے قوانین یعنی عید بقرعید ، رمضان اور حج و زکوٰۃ وغیرہ کے چاند کے حساب سے نافذ کرنا تھے اس لئے اللہ نے دنیا کو ایک چاند دیا کہ میرے بندے آپس میں لڑیں نہیں۔

حسن کے چاند اور قلبی اضطراب کا مدوجزر

اور چاند سے ایک مثال اور دیا کرتا ہوں کہ جب چودھویں کا چاند ہوتا ہے تو سمندر کی لہروں میں طوفان زیادہ ہوتا ہے۔ پس جب آسمان کے چاند سے سمندر میں طوفان آسکتا ہے تو زمین کے چاندوں سے اللہ تعالیٰ نے نظر کی حفاظت کا حکم دے کر ہمارے قلب کو طوفانوں سے بچالیا تاکہ میرے بندے سکون سے رہیں

غیرتِ جمالِ خداوندی

اور حفاظت نظر کا حکم بہ تقاضائے غیرت جمال خداوندی بھی ہے کہ میں خالق حسن ہوں ، سارے حسینوں کو حسن دیتا ہوں اور سارے عالم کی لیلاؤں کو نمک دیتا ہوں پھر مجھ کو چھوڑ کر تو کہاں دیکھتا ہے۔ میری بے عیب ذات اور بے مثل حسن کے ہوتے ہوئے تو گندے موتنے اور مرنے والوں پر مرتا ہے۔ مرنے والے کو

چاہئے کہ نہ مرنے والے پر مرے دیکھو میرا یہ جملہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے کہ مرنے والوں کو چاہئے کہ مرنے والوں پر نہ مریں بلکہ نہ مرنے والے پر مریں یعنی اللہ پر مریں اور اللہ کے لئے اللہ والوں پر مریں۔

اولیاء سازی کی ۱۴ سو سالہ قدیم آسمانی ٹیکنالوجی

اللہ والوں پر ہم اس لئے مرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ والا بنادیتے ہیں جیسے حالیہ صدی کی سائنس یہ ہے کہ دیسی آم کو لنگڑے آم سے قلم دے کر لنگڑا آم بنادیتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے چودہ سو برس پہلے ایک ایسی ٹیکنالوجی اور سائنس قرآن پاک میں نازل فرمائی جو انسان ادنیٰ کو انسان اعلیٰ بناتی ہے یعنی فاسق و فاجر انسان کو اللہ والا بنادیتی ہے۔ وہ کیا ٹیکنالوجی ہے ؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تم میرے دوست بننا چاہتے ہو تو تقویٰ اختیار کرو اور تقویٰ کیسے ملے گا ؟ **کونوا مع الصادقین ای کونوا مع المتقین** یعنی متقیوں کے ساتھ رہو۔

صادقین کا ترجمہ متقین سے کرنے کا ثبوت

اب اگر کوئی کہے کہ صادقین کا ترجمہ متقین کیوں کررہے ہو تو اس کا عجیب الہامی جواب میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق

صاحب دامت برکاتہم نے دیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اولئك الذين صدقوا و اولئك هم المتقون معلوم ہوا کہ صادقین اور متقین ایک ہیں، ہر صادق متقی اور ہر متقی صادق ہے۔

متقین کے بجائے صادقین کے نزول کی وجہ

اب سوال یہ ہے کہ پھر صادقین کیوں نازل فرمایا متقین کیوں نازل نہیں فرمایا جب کہ دونوں مترادف ہیں اور دونوں مفاہیم میں واحد ہیں۔ اس کا جواب میرے بزرگوں کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ عطا فرمایا کہ صادقین اس لئے نازل فرمایا تاکہ تم خوب پرکھ لو کہ جس کو متقی سمجھ رہے ہو وہ صادق فی التقویٰ بھی ہے یا نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تم صرف لباسِ تقویٰ دیکھ کر ان کو متقی سمجھ لو۔ اس لئے جو صادقين فى التقوىٰ ہیں، جو تقویٰ میں سچے ہیں ان کے ساتھ رہو اور دیکھو کہ سر سے پیر تک وہ اللہ کا وفادار ہے یا نہیں، حسینوں سے اپنی نظریں بچاتا ہے یا نہیں، کسی گناہ میں مبتلا تو نہیں ہے۔

شرطِ ولایت تقویٰ ہے

اسی لئے ہمارے بزرگوں نے فرمایا اور بزرگ کیا فرمائیں گے خود حق تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ ان اولیاء ه الا المتقون ولی اللہ کون ہیں، میرے دوست کون ہیں؟ جو تقویٰ سے رہتے ہیں، مجھ کو

ناراض نہیں کرتے۔ ان اولیاء ہ الا المتھجدون نہیں فرمایا کہ جو تہجد پڑھتے ہیں الا المتنفلون نہیں فرمایا کہ جو نوافل پڑھتے رہتے ہیں الاالمعتمرون نہیں فرمایا کہ جو بہت عمرے کرتے رہتے ہیں الا المتقون فرمایا۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی دوستی کی بنیاد قرآن پاک کی نص قطعی سے ثابت ہے کہ تقویٰ پر ہے۔

تقویٰ کے لئے روحانی پیوندکاری ضروری ہے

اس لئے تقویٰ کی ٹیکنالوجی چودہ سو برس پہلے نازل کی کہ اگر تم میرا دوست بننا چاہتے ہو اور تقویٰ والی حیات چاہتے ہو تو اُس حیات سے اپنی حیات کو متصل، وابستہ اور جوائنٹ کرلو جو صاحب تقویٰ ہے۔ جس وقت یہ آسمانی ٹیکنالوجی نازل ہوئی جو غافل اور دیسی دل کو اللہ والا دل بناتی ہے اس وقت سائنس دانوں کو اپنی اس نباتاتی ٹیکنالوجی کا علم بھی نہیں تھا۔ دیسی آم لنگڑے آم کی قلم سے ایک دن لنگڑا آم بن جاتا ہے چاہے دن میں تین دفعہ کہے کہ سن لو دنیا والو میں لنگڑا آم نہیں بنوں گا لیکن اس کی اگر قلم صحیح ہے تو اس کو بننا پڑے گا ؎

آہ من گر اثرے داشتے
یار بکویم گذرے داشتے

اگر میری آہ میں کچھ اثر ہے تو میرا یار میرے دل کی گلی میں

ضرور آئے گا۔

حصول ولایت کے لئے محض علم کافی نہیں

اور اگر لنگڑے آم کی قلم نہ ہو تو دیسی آم کو لنگڑے آم کی ٹیکنالوجی پر ایک لاکھ کتابیں پڑھا دو اور وفاق میں وہ اول نمبر پاس بھی ہو جائے لیکن رہے گا دیسی آم ہی، لنگڑا آم نہیں بن سکتا کونوا مع الصادقین نازل فرما کر اللہ نے بتادیا کہ جب تک اولیاء اللہ کی صحبت میں نہیں رہو گے چاہے ایک لاکھ کتابیں پڑھ لو لیکن ولی اللہ نہیں ہو سکتے۔

اولیاء سازی کی روحانی پیوندکاری کی تمثیل

اور دیسی آم کی جدید ٹیکنالوجی میں نے آنکھوں سے دیکھی ہے، یہ میں سنی سنائی بات پیش نہیں کررہا ہوں۔ ہمارے شہر حیدر آباد سندھ میں ایک قصبہ ہے ٹنڈو جام ۔وہاں سائنس دانوں نے ہمیں خود دکھایا کہ دیکھئے یہ لنگڑے آم کی قلم ہے۔ آدھی شاخ لنگڑے آم کی ہے اور آدھی شاخ دیسی آم کی ہے اور دونوں کو ہم نے کس کے پٹی باندھ دی ہے۔ میں نے فوراً سوال کیا کہ پٹی کس کے کیوں باندھی ہے ؟ تو انہوں نے کہا کہ اگر کس کے نہیں باندھیں گے تو لنگڑے آم کی سیرت ، اس کی خاصیت اور اس کی

تمام خوبو دیسی آم میں منتقل نہیں ہوگی اور دیسی آم کو ہم بڑھنے نہیں دیتے اس کی شاخوں کو کاٹتے رہتے ہیں تاکہ دیسی آم کی خصلت اس سے جاتی رہے۔ میں نے کہا کمتر نباتات کو بہتر نباتات بنانے کی ٹیکنالوجی آپ نے اب ایجاد کی ہے لیکن بدترین انسانوں کو بہترین انسان بنانے کی آسمانی ٹیکنالوجی **کونوا مع الصادقین** ۱۴ سو برس پہلے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی جو اولیاء سازی کی ٹیکنالوجی ہے جس سے سائنس داں بے خبر ہیں اور جس طرح آپ دیسی آم کی شاخوں کو کاٹتے رہتے ہیں اسی طرح شیخ مرید کی رائے کو فنا کرتا رہتا ہے اور جس طرح دیسی آم کی قلم کو لنگڑے آم کی قلم سے کس کے باندھتے ہیں ورنہ اگر ڈھیلا پن اور لوزنگ ہوگی تو لنگڑے آم کی سیرت اس میں نہیں آسکتی۔ اسی طرح جو لوگ اللہ والوں سے اتنا قوی تعلق رکھتے ہیں کہ جس کا نام جگری تعلق ہے تو اللہ والوں کی سیرت ان میں منتقل ہوجاتی ہے ۔

مجھے سہل ہوگئیں منزلیں کہ ہوا کے رخ بھی بدل گئے
ترا ہاتھ ہاتھ میں آگیا تو چراغ راہ کے جل گئے

اولیاء اللہ سے تعلق کے برکات اور اس کی تمثیل

کسی اللہ والے کا ہاتھ جس دن میں ہاتھ میں آئے گا تو دیکھنا پھر راستہ آسان ہی نہیں مزیدار بھی ہوجائے گا ۔ اس کی ایک

مثال سنئے۔ اپنے لڑکے کو ایک ابا لڈو دے رہا ہے۔ اتنے میں محلے کا ایک لڑکا دوڑا ہوا آیا اور کہا جناب آپ اپنے بچے کو لڈو دے رہے ہیں، ایک لڈو مجھے بھی دیجئے۔ باپ نے کہا تم ہمارے بچے نہیں ہو ، ہمارے جگر کے ٹکڑے نہیں ہو لہٰذا یہ تو میں اپنے بچہ کو کھلاؤں گا تو وہ خاموش ہوگیا اور احساس محرومی ، احساس کمتری اور احساس مایوسی کا شکار ہوگیا اور اس کے آثار اس کے چہرے سے نمایاں ہوگئے۔ اتنے میں اس بچے نے باپ سے کہا کہ ابو ذرا ایک بات سنئے۔ آپ اس لڑکے کو انکار نہ کیجئے ، یہ میرا جگری دوست ہے میں اس کے ساتھ ہی تو پڑھتا ہوں اس کے ساتھ ہی کھیلتا ہوں ، یہ میرا رات دن کا ساتھی ہے تو باپ مسکراتا ہے اور اس کو بھی لڈو دیتا ہے اور کہتا ہے کہ تم میرے بچے تو نہیں ہو مگر میرے بچہ کے جگری دوست ہو ، اس لئے تم کو محروم نہیں کروں گا۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ شرح بخاری فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ ان **جلیسھم یندرج معھم فی جمیع ما یتفضل اللّٰہ بہ علیھم** جو لوگ اللہ والوں کے جلیس و ہمنشین ہیں ، ان کے دوست اور ساتھی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اپنے اولیاء کے رجسٹر میں درج کرلیتا ہے یعنی جتنی مہربانیاں اور افضال و الطاف اپنے اولیاء پر کرتا ہے، اولیاء کے ان دوستوں پر بھی کرتا ہے کہ اگرچہ یہ ظالم ابھی پوری طرح میرے دوست نہیں ہیں لیکن میرے دوستوں کے دوست ہیں ، میرے

پیاروں کے پیارے ہیں اور اس فضل کی وجہ علامہ ابن حجر عسقلانی مفعول له سے آخر میں بیان فرماتے ہیں اکراماً لهم الله تعالیٰ اپنے اولیاء کے اکرام میں اپنے اولیاء کے دوستوں کو محروم نہیں کرتا۔

روحانی پیوندکاری کی دوسری تمثیل

پھولوں کے صدقہ میں کانٹوں کو بھی محروم نہیں کیا جاتا۔ مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

آں خار می گریست کہ اے عیب پوش خلق

ایک کانٹا رو رہا تھا کہ اے اللہ آپ ساری مخلوق کا عیب چھپاتے ہیں، آپ کا نام ستارالعیوب ہے لیکن آپ کی اس صفت کا ظہور مجھ پر کیسے ہوگا کیونکہ میں تو کانٹا پیدا ہوا ہوں ؎

شد مستجاب دعوت او گلعذار شد

اسی وقت اس کی دعا قبول ہوگئی اور اللہ نے اس کانٹے کے اوپر پھول پیدا کردیا اور تکوینی طور پر حکم دے دیا کہ تم ان پھولوں کے دامن میں منہ چھپائے پڑے رہو، باغ سے نہیں نکالے جاؤ گے اور اگر پھولوں سے دور رہو گے تو باغ سے گیٹ آؤٹ کردئے جاؤ گے، تمہارا خروج اور ایگزٹ (Exit) ہوجائے گا۔ چنانچہ باغ میں جتنے خالص کانٹے ہوتے ہیں وہ جڑ سے اکھاڑ کے پھینک دیئے جاتے ہیں

مگر دامن برگ گل میں جن کانٹوں کے منہ چھپے ہوئے ہیں ، گلاب کے پھولوں میں جو کانٹے پوشیدہ ہیں بتایئے ان کو باغ سے نکالا جاتا ہے؟ اگر کوئی اس کانٹے کو توڑنے لگے تو باغباں منع کرتا ہے کہ خبردار ان کانٹوں کو مت توڑنا، یہ پاسبان ہیں پھولوں کے ، انہیں سے پھولوں کی حفاظت ہے۔ مولانا رومی اس شعر کو پیش کرکے نصیحت کرتے ہیں کہ اگر تم کانٹے ہو تو اللہ والوں کے دامن میں منہ چھپالو ۔ اسی کو اختر نے اپنے شیخ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم کو خطاب کرتے ہوئے عرض کیا ہے کہ ؎

ہمیں معلوم ہے تیرے چمن میں خار ہے اختر
مگر خاروں کا پردہ دامن گل سے نہیں بہتر
چھپانا منہ کسی کانٹے کا دامن میں گل تر کے
تعجب کیا چمن خالی نہیں ہے ایسے منظر سے

اور کانٹے تو ہمیشہ کانٹے ہی رہتے ہیں صرف اتنا فائدہ پہنچتا ہے کہ برگ گل کے سائے میں رہتے ہیں اور باغ سے ان کا خروج نہیں ہوتا۔ لیکن اللہ والوں کے وہ کانٹے یعنی گنہگار جو اللہ والوں کے دامن گل میں ہیں ان کے ساتھ یہ نہیں ہوتا کہ وہ ہمیشہ کانٹے رہیں اور صرف باغ سے خروج نہ ہو بلکہ وہ خود پھول بنادیئے جاتے

ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ان کانٹوں کی ماہیت بدل کر انہیں خلعت گل عطا کرتا ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

اے بکردہ یار ہر اغیار را
اے بدادہ خلعت گل خار را

اے اللہ اپنے کرم سے آپ غیروں کو اپنا بنالیتے ہیں یعنی کافر کو مومن اور فاسق و گنہگار کو ولی بنالیتے ہیں گویا کانٹوں کو خلعت گل عطا فرماتے ہیں ۔

اس لئے مولانا دعا فرماتے ہیں ؎

تو بہارا حسن گل دہ خار را
زینتِ طاؤس دہ ایں مار را

اے چمنِ دنیا کی بہاروں کے خالق ! اس خار کو پھولوں کا سا حسن عطا فرمائیے اور اس سانپ کو طاؤس (مور) کی سی زینت بخش دیجئے یعنی میرے اخلاق رذیلہ کو اخلاق حمیدہ سے تبدیل فرما کر اس گنہگار کو اپنا پیارا بنالیجئے کیونکہ صرف آپ تبدیل ماہیت پر قادر ہیں اور فاسق و فاجر کو تبدیل فرماکر اپنا ولی بنالیتے ہیں۔

ولی کامل کی علامت

اور جن کانٹوں کو آپ پھول بنادیتے ہیں ان کو یہ خاصیت

مزید عطا فرماتے ہیں کہ ان کی صحبت سے دوسرے کانٹے بھی پھول بننے لگتے ہیں یعنی گنہگار توبہ کر کے ولی اللہ بن جاتے ہیں جیسے جب دیسی آم لنگڑا آم بن گیا تو اس کی صحبت سے دوسرے دیسی آم لنگڑے آم بننے لگتے ہیں۔ ایسے ہی جب ایک آدمی ولی اللہ ہوگیا تو کامل ولی اللہ وہی ہے جو ولی ساز بھی ہو، کامل دیوانہ وہ ہے جو دیوانہ سازی بھی جانتا ہو کہ جو اس کی صحبت میں رہے وہ بھی دیوانہ بن جائے۔ اگر خود دیوانہ ہے لیکن دیوانہ ساز نہیں ہے تو یہ ناقص دیوانہ ہے۔

نور نسبت کی مثال چراغ سے

اگر چراغ ہے مگر روشنی اتنی کمزور ہے کہ دوسرے چراغ کو روشن نہیں کرسکتا تو ایسے چراغ سے دوسرے چراغ کیسے روشن ہوں گے۔ اگر کسی چراغ نے چاہا کہ اپنی بتی اس سے ٹچ کر کے روشن کرلوں تو دیکھا کہ وہ خود ہی بجھ گیا اس لئے کمزور نسبت والوں سے دین نہیں پھیلتا۔ ایسا قوی چراغ ہو جو خود بھی روشن ہو اور دوسروں کو بھی روشن کرسکے۔ کامل ولی اللہ وہ ہے جو اتنا قوی النسبت ہو کہ اس کا نورِ نسبت دوسروں میں منتقل ہوجائے اور اس کے نور میں کمی نہ آئے۔

صحبت اہل اللہ کی ضرورت پر ایک عجیب تمثیل

صحبت اہل اللہ کی ضرورت پر ایک مثال اور دیا کرتا ہوں کہ مان لو کسی چراغ کا ظرف دس لاکھ ریال کا ہو اور اس میں تیل بھی ایک لاکھ ریال کا ہو اور اس کی بتی بھی نہایت اعلیٰ درجہ کی پیرس سے منگائی گئی ہو لیکن یاد رکھو روشن نہیں ہوسکتا جب تک کسی جلتے ہوئے چراغ سے متصل نہ ہوگا۔ اسی طرح خواہ کتنا ہی بڑا عالم ہو، علم کا سمندر ہو لیکن جب تک کسی اللہ والے، صاحب نسبت سے متصل نہیں ہوگا نہ خود روشن ہوگا نہ دوسروں کو روشن کرسکے گا، نہ نسبت لازمہ ملے گی نہ نسبت متعدیہ ملے گی۔ اس کے علم و عمل میں فاصلے ہوں گے۔

علم پر صحبت کی فوقیت کا عجیب استدلال

علم بے شک سر آنکھوں پر ہے مگر صحبت کی قیمت زیادہ ہے اور اس کی دلیل غار حرا سے دیتا ہوں۔ اسی غار حرا میں نبوت عطا ہوئی ہے جس پر اختر کا شعر ہے ؎

خلوت غار حرا سے ہے طلوع خورشید
کیا سمجھتے ہو تم اے دوستو ویرانوں کو

نبوت کا آفتاب غار حرا سے طلوع ہوا اور جس ویرانے میں اللہ مل

جائے آہ اس ویرانے کو کیا سمجھتے ہو۔

اس غار حرا میں ایک آیت نازل ہوئی اقرأ باسم ربك الذی خلق اس وقت جو ایمان لائے ان کا درجہ سب سے اعلیٰ ہے ان کو سابقون الاولون قرار دیا گیا اور جو تیس پارے نازل ہونے کے بعد ایمان لائے ان کو متاخرین قرار دیا گیا۔ وہ بھی مقبول ہیں لیکن درجہ میں ان سے پیچھے ہیں جو اقرأ نازل ہوتے ہی ایمان لائے تھے۔ بتائیے تیس پاروں کا علم زیادہ ہے یا ایک آیت کا؟ یہی دلیل ہے کہ صحبت کی قیمت علم سے زیادہ ہے کیونکہ جو پہلے ایمان لائے ان کو نبی کی صحبت زیادہ ملی اس لئے ان کا درجہ ان سے بڑھ گیا جو تیس پاروں کے بعد ایمان لائے۔ یہ ہے صحبت کی اہمیت اور جو شیخ اور مربی جتنا قوی النسبت ہوگا اس کے صحبت یافتہ بھی اتنے ہی قوی النسبت ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ چونکہ سیدالانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسا نہ کوئی پیدا ہوا اور نہ آئندہ پیدا ہوگا اس لئے آپ کے صحابہ بھی امم سابقہ کے صحابہ سے افضل ہیں اور اب قیامت تک کوئی بڑے سے بڑا ولی ایک ادنیٰ صحابی کے برابر نہیں ہوسکتا لیکن نسبت قیامت تک سینوں سے سینوں میں منتقل ہوتی رہے گی۔ اس لئے مولانا مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے جامعہ اشرفیہ لاهور میں دعا مانگی تھی کہ اے اللہ جو ہم میں صاحبِ نسبت نہیں ہیں ان کو صاحب نسبت کردے اور جو صاحبِ نسبت ہیں مگر

ضعیف اور کمزور تعلق ہے ان کو قوی کردے اور جو قوی النسبت ہیں ان کو اقویٰ کردے یعنی ان کو اس قدر قوی النسبت کردے کہ ان کی صحبتوں سے دوسرے ولی اللہ پیدا ہونے لگیں۔ اس لئے جس شیخ سے تعلق کریں پہلے خوب دیکھ لیں کہ وہ قوی النسبت بھی ہے یا نہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ **کونوا مع الصادقین** میں صادقین سے مراد متقین ہیں لیکن صادقین اس لئے نازل فرمایا کہ تم دیکھ لو کہ وہ صادق فی التقویٰ ہے یا نہیں، ایسا تو نہیں کہ لباس تقویٰ ہے، ٹوپی بھی اہل اللہ والی ہے وضع قطع بھی اہل اللہ والی ہے مگر اعمال ویسے نہیں ہیں مثلاً بدنظری کررہا ہے۔

دور حاضر میں راہ حق کا سب سے بڑا حجاب

بدنظری کا مرض میں زیادہ بیان کرتا ہوں کیونکہ اس زمانہ میں عریانی عام ہونے سے اس مرض میں عام ابتلاء ہے اور یہی اس وقت اللہ کے راستہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید جو اسی سال سے زیادہ کے ہیں، ان کا نام حاجی افضل صاحب ہے، میرے شیخ کے بھی خلیفہ ہیں اور مفتی محمد حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے بھی خلیفہ ہیں انہوں نے صوفی غلام سرور ڈار صاحب سے جو میرے شیخ کے خلیفہ ہیں اور دوسرے کئی دوستوں سے فرمایا جو ان سے ملنے کے لئے گئے تھے کہ اس زمانے

میں حکیم اختر غضِ بصر کا مجدد ہے۔ میں اس کو ان کی دعا سمجھتا ہوں ، دعویٰ مجددیت نہیں کررہا ہوں۔ اللہ والے اگر کوئی بات شاباشی کے طور پر فرمائیں تو وہ ان کی دعا ہوتی ہے لہٰذا میں اس کو کلمات دعائیہ سمجھتا ہوں

وصول الی اللہ کا سب سے مختصر راستہ

لیکن اس مضمون کو اس لئے بیان کرتا ہوں کہ یہ مختصر راستہ یعنی شارٹ کٹ بہت جلد ولی اللہ بنادیتا ہے۔ دیکھئے جو آدمی بھینس اٹھا سکتا ہے وہ مرغی اٹھاسکتا ہے یا نہیں؟ تو نظر بچانا اس زمانے میں بھینس اٹھانا ہے ، یعنی نہایت مشکل کام ہے۔ جو مشکل پرچہ حل کرلے گا آسان سوال اس کو حل کرنا کیا مشکل ہے ۔ نظر بچانے سے دل پارہ پارہ ہوجاتا ہے، ٹوٹ جاتا ہے آہ نکل جاتی ہے کہ آہ شریعت کا حکم نہ ہوتا تو ہم بھی خوب دیکھتے لیکن جو صاحب نسبت ہوتا ہے اگر اس کو معلوم ہوجائے کہ جو حسن میں اول نمبر آئی ہے وہ کسی روڈ سے گذرنے والی ہے تو وہ کہے گا کہ اے دل تجھے ہرگز دیکھنے نہ دوں گا ، اگر تو نے تمنا بھی ظاہر کی تو اے آنکھ تجھ کو نکال کر پھینک دوں گا ۔

نہ دیکھیں گے نہ دیکھیں گے انہیں ہرگز نہ دیکھیں گے
کہ جن کو دیکھنے سے رب مرا ناراض ہوتا ہے

نہیں ناخوش کریں گے رب کو اے دل تیرے کہنے سے
اگر یہ جان جاتی ہے خوشی سے جان دے دیں گے

اللہ تعالیٰ ان کو حوصلہ دیتا ہے۔ جب خالق شیر دل میں آتا ہے تو اس کی ہمت شیرانہ اور مردانہ ہوجاتی ہے۔ مردانہ پر یاد آیا کہ ایک وکیل صاحب کے پاس ایک مراثی کا مقدمہ آیا، وکیل صاحب مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین میں سے تھے۔ انہوں نے کہا ہم تمہارا مقدمہ جب لڑیں گے جب تم ہمیں گانا سناؤ گے وہ گویا تھا اس نے دیکھا کہ سب داڑھی والے بیٹھے ہیں اس لحاظ سے اس نے بہت ہی محتاط اشعار سنائے جس کے پڑھنے میں کوئی گناہ بھی نہ تھا۔ اب سنئے وہ شعر۔ اس نے کہا ؎

بلبل نے کہا عشق میں غم کھانا چاہئے
پروانہ بولا عشق میں جل جانا چاہئے
فرہاد بولا کوہ سے ٹکرانا چاہئے
مجنوں نے کہا ہمت مردانہ چاہئے

تو ایک مولوی صاحب جو میرے خاص دوست تھے، بہت ظریف اور خوش دل آدمی تھے۔ انہوں نے وکیل صاحب کو دیکھ کر کہا کہ۔

بولا وکیل ہم کو مختنانہ چاہئے

خیر یہ تو بات ہنسی کی ہے

مردانِ خدا کون ہیں؟

لیکن سبق لینے کی بات یہ ہے کہ اللہ انہیں کو ملتا ہے جو ہمت مردانہ رکھتے ہیں۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کو رجال فرمایا ہے کہ یہ میرے راستے کے مرد ہیں

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

یہ ہیں مردانِ خدا کہ بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی تجارت ان کو اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کر سکتی۔ کیوں ؟ وجہ کیا ہے ؟

يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ

قیامت کے اس دن سے ڈرتے ہیں کہ جس دن دل اور آنکھیں لوٹ پوٹ ہوجائیں گی۔ خوف سے مستقبل کو دیکھتے ہیں ، خالی بل نہیں دیکھتے۔ اللہ والے خوف مستقبل کی وجہ سے اپنے مستقبل کو تقویٰ سے روشن رکھتے ہیں چاہے ساری زندگی بل نادیدہ اور لذتِ بل ناچشیدہ رہیں جیسے ہمارے میر صاحب کی شادی نہیں ہوئی ان کا لقب یہی ہے بل نادیدہ لذتِ بل ناچشیدہ لیکن دیکھ لو کیسی گذر رہی ہے۔ ماشاء اللہ میرے ساتھ حج عمرہ افریقہ برطانیہ

جہاں بھی جاتا ہوں یہ بھی ساتھ جاتے ہیں۔ جو مجھے ٹکٹ دیتا ہے ان کو بھی ٹکٹ دیتا ہے۔ ان کے لئے میں نے یہ شعر کہا ہے ؎

اک میر خستہ حال بھی اختر کے ساتھ ہے
گذرے ہے خوب عشق کی لذت لئے ہوئے

موت کی تین حالتیں

میں نے جو آیت تلاوت کی تھی اب اس کا ترجمہ کر کے مضمون کو سمیٹ رہا ہوں۔ اس کا نام بلاغت میں لف و نشر مرتب ہے۔

موت سب کو آنی ہے تو موت تین طریقے سے آئے گی۔ کچھ لوگ حالت کفر میں مریں گے، کچھ حالت ایمان میں مریں گے مگر تقویٰ اختیار نہ کرنے کی وجہ سے حالت فسق و نافرمانی میں مریں گے اور تیسری موت ہے اولیاء اللہ کی جو پوری طرح اللہ کو راضی کر کے دنیا سے جائیں گے۔ بس موت ان تین حالتوں پر آئے گی۔ تین سے زیادہ چوتھی کوئی ثابت نہیں کر سکتا، کافرانہ موت، فاسقانہ موت اور دوستانہ موت۔ اب ہم خود فیصلہ کر لیں کہ ہم کون سی موت چاہتے ہیں۔ بتایئے اللہ کے سامنے اگر ولی اللہ بن کر ہم پیش ہوں اس میں فائدہ ہے یا کسی گناہ کی خبیث عادت میں نافرمانوں کی صورت اور سیرت میں مبتلائے معصیت رہ کر مرنے میں فائدہ ہے؟

بتاؤ اگر ایسی حالت میں موت آئی تو کیا حال ہوگا۔ جب اللہ کے حضور میں پیشی ہوگی تو اس وقت ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھ کر منہ پھیرلیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا ہے کہ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ تَصُدَّ عَنِّیْ وَجْهَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

اے خدا میں آپ سے پناہ چاہتا ہوں کہ قیامت کے دن آپ مجھ کو دیکھ کر اپنا منہ مجھ سے پھیر لیں۔

روحانی بیوٹی پارلر

اس لئے دوستو! اللہ والوں کی خانقاہوں کے روحانی بیوٹی پارلر میں اپنی روحوں کو حسین کرالو۔ دامادوں کو بیٹیاں دیتے ہو تو بیوٹی پارلر میں لے جاتے ہو تاکہ داماد خوش ہوجائے اور جسمانی بیوٹی پارلر والا تو کافی پیسہ فیس کا بھی لیتا ہے اور روحانی بیوٹی پارلر والے آپ کو مفت میں ملتے ہیں۔ اب آپ کہیں گے کہ مولانا وعظ کہہ کر کھانا کیوں کھاتے ہیں تو آپ ہی لوگ اصرار کرتے ہیں ورنہ وہ تو مفت میں تقریر کرنے کو تیار ہیں جہاں چاہو لے چلو۔ جو سچے اللہ والے ہیں وہ وعظ کہہ کر نہ فیس لیتے ہیں نہ کھانے کی شرط لگاتے ہیں۔ آپ ہی لوگ ہاتھ پاؤں جوڑتے ہیں کہ مولانا آپ کا احسان ہوگا جو آپ غریب خانے پر کھانا تناول فرمالیں۔

علماء کے لئے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا

اور یہ بھی سن لو مولوی کو جو دعوت ہے یہ اس پر کوئی احسان نہیں ہے۔ یہ علماء کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا لگی ہے۔ آپ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ میری اُمت کے علماء کا رزق سارے عالم میں منتشر فرمادے تاکہ جب وہ اپنے رزق کے لئے جائیں تو میرا دین بھی پھیلائیں لہٰذا دعائے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہم کھاتے ہیں لیکن جس کو کسی عالم کی دعوت کی توفیق ہوئی تو سمجھ لو دعائے پیغمبر اس کے حق میں قبول ہوگئی اور یہ اس کے لئے مبارک بادی اور بشارت ہے کہ جہاں جہاں بھی وہ عالم اس روٹی کی طاقت سے تقریر کرے گا تو اس کا ثواب اس کھلانے والے کو بھی ملے گا۔

اہل اللہ کے بعض واقعات و ارشادات

میں اپنے شیخ کے سر میں جب تیل کی مالش کرتا تھا تو اللہ سے دعا کرتا تھا کہ اے اللہ آپ کی اس مشین میں تیل ڈال رہا ہوں تو اس سے جو طاقت آئے گی اور جہاں جہاں بیان میرے شیخ کا ہوگا اس میں میرا حصہ بھی لگا دینا اور میرے شیخ نے فرمایا کہ میں ظہر سے عصر تک دو دو گھنٹہ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے سر

پر تیل کی مالش کرتا تھا اور مالش کے بعد حضرت حکیم الامت اپنے سر پر ہاتھ پھیر کر دیکھتے تھے کہ تیل خشک ہوگیا تو فرماتے تھے ماشاء اللہ! کیا کہوں اپنے بزرگوں کی ہرادا یاد آتی ہے۔اب وہ باتیں یاد آتی ہیں۔ ایک دن حضرت شیخ پھولپوری تلاوت کرتے ہوئے سرائے میر بخاری شریف پڑھانے جارہے تھے ، اختر ساتھ تھا۔ حضرت راستہ میں کئی کئی پارے پڑھ لیتے تھے، راستہ میں اچانک تلاوت روک دی اور فرمایا کہ دیکھو یہاں بدبو آرہی ہے جہاں بدبو آئے وہاں تلاوت روک دو، اللہ کا نام نہ لو۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بدبودار مقام پر خدا کا نام لینے میں اندیشۂ کفر ہے اور ایک دن راستہ میں تلاوت کرتے کرتے فرمایا کہ اختر سنو اگر دعا میں آنسو نکل آئے تو سمجھ لو قبول ہوگئی ۔ آنسو دعا کی قبولیت کی رسید ہے جیسے منی آرڈر کرتے ہو تو ڈاکخانے والا ٹھپہ لگا کر رسید دیتا ہے۔ اور فرمایا کہ میرے شیخ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اللہ کے راستہ میں نکلے ہوئے آنسوؤں کو اپنی ہتھیلی سے مل کر اپنے چہرے اور داڑھی پر پھیر لیتے تھے۔

راہِ خدا کے آنسوؤں کی قیمت

پھر میں نے یہ روایت دیکھی کہ ایک صحابی فرماتے ہیں کہ یہ آنسو میں اپنے چہرے پر پھیلا لیتا ہوں کیونکہ جہاں جہاں اللہ کی

محبت اور اللہ کے خوف سے نکلے ہوئے یہ آنسو لگ جائیں گے وہاں وہاں دوزخ کی آگ حرام ہوجائے گی۔

آنسوؤں پر مغفرت کاملہ کی ایک عجیب تمثیل

اور جب دوزخ حرام ہوجائے گی تو صرف چہرہ ہی جنت میں نہیں جائے گا بلکہ وہ ایسا کریم مالک ہے کہ اگر ایک جزء پر اپنا دست کرم رکھ دے گا تو ہم کو مجسم اٹھالے گا اور اس کو ثابت کرنے کے لئے حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ہندوستان کا ایک ہندو راجہ مر گیا اس کا بیٹا ابھی کم عمر تھا، اس کے چچا وغیرہ اس کی ریاست پر قابض ہونا چاہتے تھے۔وزیروں نے کہا کہ ہم نے اس کے باپ کا نمک کھایا ہے، چلو دلی میں عالمگیر بادشاہ سے اس کی سفارش کریں گے۔ راستہ بھر وزیر اس بچہ کو سمجھاتے بجھاتے دہلی تک آئے کہ بادشاہ یہ پوچھے تو یہ کہنا اور یہ پوچھے تو یہ کہنا۔ آخر میں اس لڑکے نے کہا کہ آپ جو مجھے سمجھاتے ہوئے آئے ہیں بادشاہ نے اگر کوئی اور سوال کرلیا تو پھر آپ کہاں سمجھانے آئیں گے۔ یہ سن کر وزیروں نے کہا کہ یہ لڑکا چالاک ہے اس کو کچھ سمجھانے کی ضرورت نہیں۔ یہ بادشاہ سے بات کرلے گا لہٰذا جب بادشاہ کے محل میں داخل ہوا تو عالمگیر رحمۃاللہ علیہ جو صرف بادشاہ نہیں، صاحبِ نسبت

بزرگ بھی تھے اس وقت نہا رہے تھے ۔ پوچھا کیوں آئے ہو؟ کہا میری ریاست خطرے میں ہے ، میرے خاندان والے اس پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں ، آپ ایک پرچہ لکھ دیں کہ یہ ریاست مجھے مل جائے کیونکہ میرا باپ وہاں کا راجہ تھا۔ عالمگیر نے مزاحاً اس کے دونوں بازو پکڑ کر اٹھالیا اور کہا کہ تجھ کو حوض میں ڈال دوں ؟ اس لڑکے نے زور سے قہقہہ مارا ۔ تب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم احمق معلوم ہوتے ہو ، تم اس قابل نہیں ہو کہ میں تمہیں ریاست دوں اس لئے کہ خوف کے موقع پر ہنسنا یہ علامت حماقت ہے۔ اس نے کہا حضور اتنا تو پوچھ لیں کہ میں کیوں ہنسا پھر فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے ، آپ ہمیں احمق قرار دیجئے یا کچھ اور بادشاہوں کے فیصلے کو کون رد کرسکتا ہے۔ عالمگیر ذرا ٹھٹکے کہ کوئی بات ہے کہا اچھا بتاؤ کیوں ہنسے ۔ کہا حضور میں اس لئے ہنسا ہوں کہ آپ بادشاہ ہیں اور بادشاہوں کا بڑا اقبال ہوتا ہے اگر آپ کسی کی ذرا سے انگلی پکڑ لیں تو وہ ڈوب نہیں سکتا چہ جائیکہ میرے دونوں بازو آپ کے دونوں ہاتھوں میں ہیں۔ اس پر حکیم الامت جوش میں آکر فرماتے ہیں کہ ایک کافر بچہ ایک مسلمان بادشاہ سے اتنی امید رکھتا ہے کیا ہم ہندو بچہ سے بھی گئے گذرے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ایسا سوء ظن رکھیں کہ جب آنسوؤں سے چہرہ جنت کے قابل ہوگیا تو صرف چہرہ کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کردیں گے اور بقیہ جسم کو دوزخ

میں پھینک دیں گے؟ ہم اس کریم مالک سے کیوں نہ امید رکھیں کہ یہ بشارت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم جب وہ اتنا فیصلہ کریں گے کہ خوف اور محبت کے آنسوؤں سے اس کا چہرہ جنت کے قابل ہے توپورا جسم بھی جنت میں داخل کردیں گے لہٰذا جنت میں جانے کا یہ ایک چٹکلہ ہے کہ اپنے گناہوں کو یاد کرکے کبھی کبھی رولیا کرو اور دوسرا چٹکلہ بھی بیان کئے دیتا ہوں جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے امت کے لئے عطا فرمایا کہ تھوڑے سے عمل سے غیر فانی اور غیر محدود جنت مل جائے۔

حدیث رجلان تحابا فی اللّٰہ کی تشریحِ عجیب

بخاری شریف کی حدیث ہے رجلان تحابا فی اللّٰہ اجتمعا علیہ و تفرقا علیہ دوبندے جو ایک دوسرے سے صرف اللہ کے لئے محبت رکھتے ہیں، آپس میں اللہ ہی کے لئے ملتے ہیں اور اللہ ہی کے لئے جدا ہوتے ہیں لیکن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام نبوت کی بلاغت دیکھئے کہ ملاقات کے لئے باب افتعال استعمال فرمایا جس میں اخذ ماخذ کی خاصیت ہے یعنی جب ایک دوسرے سے ملاقات کے لئے جاتے ہیں تو ارادہ کرکے جاتے ہیں، قلبی تقاضے سے جاتے ہیں، اللہ کے لئے محبت کو مراد بنا کر اللہ والے دوست سے ملاقات کرتے ہیں، لیکن جب جدا ہوتے ہیں تو یہاں آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے باب افتعال استعمال نہیں فرمایا کیونکہ حب فی اللہ والوں کو افتراق پسند نہیں اس لئے آپ نے باب تفعل استعمال فرمایا جس میں خاصیت تکلف کی ہے کہ اپنے ضروری کاموں کی مشغولیت کی وجہ سے ، اپنے کاروبار ، روزی اور بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنے کے لئے تکلفاً ، بادل ناخواستہ کلفت محسوس کرتے ہوئے الگ ہوتے ہیں کیونکہ جہاں الفت ہوتی ہے وہاں جدائی میں کلفت ہوتی ہے ۔ میں جب اپنے کسی اللہ والے دوست کو رخصت کرتا ہوں تو اپنا یہ شعر پڑھتا ہوں ؎

گرچہ پہلو سے تمہیں رخصت کیا
با دلِ ناخواستہ رخصت کیا

اور کبھی اس شعر کو یوں پڑھتا ہوں ؎

اپنے پہلو سے جدا عشرت کیا
با دل ناخواستہ رخصت کیا

سایۂ عرش سے بے حساب مغفرت پر عجیب استدلال

یہ بخاری شریف کی حدیث ہے ، اللہ کے لئے آپس میں محبت پر قیامت کے دن سایۂ عرش الٰہی کا وعدہ ہے اور محبت دل کا عمل ہے ، یہاں کسی عمل کی قید نہیں کہ آپس میں محبت رکھنے والے

بہت نفلیں پڑھتے ہیں یا بہت روزے رکھتے ہیں بلکہ خالی محبت پر، تحابا فی اللّٰہ پر یہ وعدہ ہے کہ ان کو عرش کا سایہ ملے گا اور جس کو عرش کا سایہ ملے گا اس کا حساب نہیں ہوگا کیونکہ جہاں حساب ہوگا وہاں سایہ نہیں ہوگا۔ تمام حدیثیں اس پر مجتمع ہیں کہ جہاں حساب ہوگا وہاں سایہ نہیں ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاں سایہ ہوگا وہاں حساب نہیں ہوگا۔ قیامت کے دن اعلان ہوگا این المتحابون فیَّ میری وجہ سے آپس میں محبت رکھنے والے کہاں ہیں۔ تم کہاں گرمی میں حساب دے رہے ہو چلو ادھر آؤ، میرے عرش کے سائے میں آجاؤ اور ظاہر ہے کہ جب سایۂ عرش دیں گے تو اس کا حساب ختم، بے حساب جنت میں جائے گا۔ دلیل یہی ہے کہ سائے میں بلا رہے ہیں اور ان کی رحمت سے بعید ہے کہ سائے میں بلا کر پھر حساب لیں۔ دیکھئے اگر کسی کو کوئی ڈاکو قتل کے لئے دوڑا رہا ہے اور ایک کریم نے کہا کہ آجاؤ آجاؤ میرے گھر میں پناہ لے لو اور اس کے بعد جب وہ اس کی پناہ میں آگیا تو ڈاکو سے کہا ادھر آؤ اسے آسانی سے قتل کردو۔ کیا کوئی کریم ایسا کرسکتا ہے؟ پھر حق تعالیٰ کے کرم سے یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ ہمیں عرش کے سائے میں بلائیں کہ آؤ میری رحمت کے سائے میں آجاؤ پھر کہیں کہ جاؤ جہنم میں۔ ایسا سوچنا بھی خلافِ معرفتِ کرمِ حق تعالیٰ ہے۔ اللہ کے کرم کی معرفت نہیں اس شخص کو۔ اسی لئے میں کہتا ہوں جہاں

حساب ہوگا وہاں سایہ نہ ہوگا اور جہاں سایہ ہوگا وہاں حساب نہ ہوگا تو یہ دو چٹکلے ہیں جنت میں جانے کے اور ایک نسخہ اللہ کا ولی بننے کا بتاتا ہوں۔

ولی اللہ بننے کے پانچ نسخے

اگر ہم پانچ عمل کرلیں تو ان شاء اللہ سب کے سب ولی اللہ ہوجائیں گے۔ بہت تجربے کی بات کہتا ہوں اور درد دل سے کہتا ہوں کہ عمل کرکے دیکھیں اس کا فائدہ خود محسوس کرلیں گے۔

ولایت کا نسخہ نمبر(۱) اہل اللہ کی مصاحبت

کسی اللہ والے کی صحبت اختیار کرو، اس کے مصاحب بن جاؤ، دل سے ان سے محبت کرو اور اس کی دلیل قرآن پاک کی آیت **کونوا مع الصادقین** ہے۔جدید ٹیکنالوجی دیسی آم کو لنگڑا بنانے کی اب ایجاد ہوئی ہے لیکن یہ وہ سائنس ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ۱۴ سو برس پہلے قرآن پاک میں نازل کردیا جس کو تفصیلاً ابھی بیان کرچکا ہوں کہ تم اللہ والوں سے اپنی روح کا پیوند لگالو تم بھی اللہ والے ہوجاؤگے۔ ولی اللہ کا صحبت یافتہ کوئی ایسا نہیں ہوسکتا جو ولی اللہ نہ ہو۔ صحبت میں رہ کے دیکھو۔ ایک اللہ والے کی تھوڑی سی صحبت جگر مرادآبادی نے پائی تھی، عمر بھر کی شراب چند لمحوں کی

صحبت کی برکت سے چھوڑ دی ۔ یہ وہ کرنٹ ہے جو مردہ روح کو ایمانی حیات بخشتا ہے، دنیا کا کرنٹ تو ہلاک کرتا ہے لیکن اللہ والوں کے پاس جذب کی تجلیات کا جو کرنٹ ہے وہ ہمیں ایک نئی ایمانی حیات بخشتا ہے۔ دنیا کی بجلی کا کرنٹ اگر پانی میں آجائے تو کہتے ہیں اس پانی کو مت چھونا ورنہ مرجاؤ گے لیکن اللہ والوں سے مصافحہ کرکے دیکھو، ان کی صحبت میں تجلیات جذب کی جو برقی لہریں ہیں وہ ہمارے لئے حیات بخش ہیں۔

اہل اللہ کی صحبت میں رہنے کی مدت

اب ایک علمی سوال یہ ہوتا ہے کہ کتنے عرصہ اللہ والوں کے ساتھ رہیں تو تفسیر روح المعانی میں علامہ سید محمود بغدادی آلوسی مفتی بغداد اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ای خالطوھم لتکونوا مثلھم اتنا اللہ والوں کے ساتھ رہو کہ انہیں جیسے ہوجاؤ جس کی مدت پچھلے بزرگوں نے دو سال رکھی تھی اور حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے چھ مہینے کردی لیکن اب جیسے جیسے قوتیں اور ہمتیں کمزور ہورہی ہیں تو حکیم الامت مجدد الملت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدتِ تعلیم کم کرکے چالیس دن کردی اور سلوک کو آسان کردیا کیونکہ زندگی میں چالیس دن نکالنا کیا مشکل ہے۔ اگر کسی کو کوئی بیماری لگ جائے اور تمام ڈاکٹر کہہ

دیں کہ چالیس دن مری پہاڑ پر رہنا پڑے گا تو بتائیے پھر اس کو کوئی مشکل معلوم ہوگی؟

مری پر ایک لطیفہ یاد آیا کہ ہندوستان کا ایک شاعر پاکستان آیا، کافی موٹا بھی تھا لیکن داڑھی والا تھا۔ ریل میں اس کی سیٹ کے پاس کالج کی ایک لونڈیا آکر بیٹھ گئی اب وہ پریشان کہ کہاں سے یہ مصیبت آگئی، چاہتا تھا کہ یہاں سے بھاگ جائے۔ پوچھا کہ بی بی صاحبہ آپ کہاں جائیں گی اس نے کہا میں مری جارہی ہوں پھر اس نے بھی پوچھا کہ حضور آپ کہاں جارہے ہیں؟ کہا کہ میں مرا جارہا ہوں۔ بس پھر کیا تھا وہاں سے اٹھ کر بھاگی اور دوسری سیٹ پر جاکر بیٹھ گئی۔ یہ ہے ایمان کا کمال۔

تو زندگی میں ایک دفعہ چالیس دن نکالو اور جس اللہ والے سے روحانی بلڈ گروپ ملتا ہو یعنی مناسبت ہو اس کی خدمت میں رہو کیونکہ فائدہ کا مدار مناسبت پر ہے، شہرت پر مت جانا ورنہ جاہ تو مل جائے گی کہ بہت بڑے شیخ کے مرید ہیں مگر اللہ نہیں ملے گا۔ اللہ وہیں ملے گا جہاں آپ کے قلب کو مناسبت ہے جیسے بلڈ گروپ جس سے ملتا ہو اسی کا خون نافع ہوتا ہے چاہے بالکل غیر مشہور آلو بیچنے والے سے اگر بلڈ گروپ ملتا ہے تو ڈاکٹر اس کا خون چڑھائے گا اور محمد علی کلے سے اگر بلڈ گروپ نہیں ملتا تو اس کے خون سے فائدہ نہ ہوگا۔ شہرت مل جائے گی مگر صحت نہیں ملے گی۔

ولایت کا نسخہ نمبر (۲) گناہوں سے محافظت

اس کی دلیل ہے ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ظاہری گناہوں کو بھی چھوڑ دو اور باطنی گناہوں کو بھی چھوڑدو۔ اسی کا نام تقویٰ ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کی دوستی کی بنیاد ہے محبت کے دو حق ہیں کہ دوست کو خوش رکھنا اور اس کو ناراض نہ کرنا۔ جو آپ کو ناراض کرتا ہے آپ بھی اس کو اپنا دوست نہیں بناتے پھر کس منہ سے ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ ہم اللہ کو ناراض بھی کرتے رہیں اور ان کے دوست بھی بن جائیں۔ اللہ کو ناراض کرکے ہمارے کان پر جوں بھی نہیں رینگتی حالانکہ عاشق کو کہاں چین آتا ہے جب تک محبوب کو راضی نہ کرلے۔ایک دنیا دار شاعر اپنی بیوی کی ناراضگی پر کہتا ہے ؎

ہم نے فانی ڈوبتے دیکھی ہے نبضِ کائنات
جب مزاجِ یار کچھ برہم نظر آیا مجھے

یعنی میری بیوی جب ذرا بھی ناراض ہوجاتی ہے تو مجھے سارے عالم کی نبض ڈوبتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ لیلیٰ کی ناراضگی سے تو اتنا اثر ہو اور مولیٰ کی ناراضگی سے کوئی اثر نہ ہو جو ہماری صحت و بیماری ،

موت و حیات کا مالک ہے اور ہماری جنت و دوزخ اور ہماری عزت و ذلت کے فیصلے سب اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ اتنی طاقت والے اللہ کی ناراضگی سے بے پروا ہونا کتنی بڑی حماقت ہے۔ کراچی کا واقعہ ہے کہ ایک نوجوان رات کو خیریت سے سویا اور صبح گردے بیکار ہوگئے، گردوں میں کینسر تھا جب سو کے اٹھا اور کھڑا ہوا فوراً دونوں گردے گر گئے اور اسی وقت مر گیا، نہ اس کے گھر والے سمجھتے تھے کہ میرا بیٹا کل نہیں رہے گا، نہ اس کی بیوی سمجھتی تھی کہ کل میرا شوہر نہیں رہے گا، نہ اس کے بھائی سمجھتے تھے کہ کل میرا بھائی نہیں رہے گا ۔

نہ جانے بلالے پیا کس گھڑی
تو رہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

اس لئے درد دل سے کہتا ہوں ، کوئی نذرانہ کوئی دولت مقصود نہیں، صرف اللہ کے لئے کہتا ہوں کہ اللہ کو ناراض نہ کرو اور اللہ کے ولی ہو کے مرو۔ بس یہی کوشش کرو اور یہاں کعبہ شریف میں یہ دعا مانگو کہ اے خدا جب تک ہم سو فی صد آپ کے نہ بن جائیں ہم کو موت نہ دیجئے۔

حدیث اللّٰھم ارنا الحق ......الخ کی نادر تشریح

اسی لئے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو ہمیں دعا

سکھائی کہ

اللّٰھم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعہ

یہاں وارزقنا فرمایا کہ اے اللہ اتباع حق اور صحیح راستے پر چلنا ہمارا رزق بنادے

و ارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ

اور گناہوں سے بچنا ہمارا رزق بنادے۔ یہاں وفقنا نہیں فرمایا کیونکہ رزق کا مسئلہ یہ ہے کہ جب تک کوئی اپنا پورا رزق نہ کھالے گا اسے موت نہیں آئے گی۔ حدیث پاک میں ہے **لن تموت نفساً حتیٰ تستکمل رزقھا** ہرگز کوئی جاندار نہیں مرے گا جب تک اپنا رزق مکمل نہ کرلے تو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تقاضائے رحمت نے وارزقنا کا ایسا لفظ عطا فرمایا تاکہ میری اُمت کا کوئی فرد محروم نہ مرے، حق کا مکمل متبع ہوکر مرے کیونکہ رزق جب تک مکمل نہیں ہوگا موت نہیں آئے گی لہٰذا میرے کسی امتی کو اس وقت تک موت نہ آئے جب تک اتباع حق کا مکمل رزق اس کو نہ مل جائے، مکمل متبع حق، کامل درجہ کا حق پرست اور مکمل درجہ کا متقی نہ ہوجائے۔ اسی طرح جب تک اجتناب عن الباطل کا مکمل رزق اس کو نہ پہنچ جائے یعنی گناہوں سے مکمل طور پر نہ بچ جائے، ایک گناہ کی عادت بھی اس میں باقی نہ رہے اس وقت تک

اس کو موت ہی نہ آئے۔وارزقنا کی یہ شرح جب میں نے کی تو بخاری شریف کے پڑھانے والے بعض علماء نے کہا کہ آج زندگی میں پہلی دفعہ ہم یہ سن رہے ہیں کہ وفقنا کے بجائے وارزقنا کیوں فرمایا۔ اب اگر کوئی کہے کہ حالاً اگر کوئی گناہوں سے مکمل طور پر بچ گیا لیکن ماضی میں جو گناہ کئے ہیں ان کا کیا ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ماضی کا تدارک استغفار سے کرے کیونکہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کتاب الاستغفار میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جو مستغفر ہوتا ہے اس میں اور متقی میں کوئی فرق نہیں یعنی جو اپنے گناہوں پر نادم ہوکر معافی مانگ لے وہ متقی کے درجہ میں ہے۔حدیث پاک میں ہے

التائب من الذنب کمن لا ذنب لهٗ

گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ پس جب وہ لا ذنب ہوگیا تو اس کو ذنبہ کیوں سمجھتے ہو۔ مرقاۃ کی عبارت ہے **فان المستغفرین نزلوا بمنزلۃ المتقین** جو بھی اللہ سے معافی مانگ لے وہ اولیاء کی صف میں کھڑا ہوگا، متقین کے درجے میں ہوگا۔ مستغفرین متقین کے درجے میں اٹھائے جائیں گے اور اس کا ثبوت یہ حدیث ہے

مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ مِنْ كُلِّ ضَيْقٍ

مَخْرَجًا وَ مِنْ کُلِّ هَمٍّ فَرَجًا وَ رَزَقَهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ (مشکوۃ ص ۲۰٤)

جو کثرت سے استغفار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ہر مشکل سے نکال دے گا اور ہر غم سے نجات دے گا اور ایسی جگہ سے روزی دے گا جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوگا۔ قرآن مجید میں تقویٰ کے جو انعامات ہیں اس حدیث میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے استغفار کے بھی وہی انعامات بیان فرمادئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَهٗ مِنْ اَمْرِهٖ یُسْرًا
وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَهٗ مَخْرَجًا وَّ
یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ

تو تقویٰ کے انعامات اور استغفار کے انعامات دونوں مساوی ہوگئے یا نہیں؟ اس لئے ملا علی قاری کی عبارت بلا دلیل نہیں ہے۔ ہر آدمی جو اللہ سے معافی مانگ لے وہ متقی ہوگیا، ولی اللہ ہوگیا مگر توبہ کے سہارے پر بار بار گناہ مت کرو، مرہم کی ڈبیہ ایمرجنسی کے لئے ہوتی ہے کہ اگر کبھی آگ میں جل جائے تو لگالے۔ یہ کوئی نہیں کرتا کہ آزمانے کے لئے جلائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے استغفار کا جو مرہم نازل فرمایا اس کے سہارے پر نافرمانی کرکے مالک کو ناراض کرنے والا غیر شریفانہ مزاج رکھتا ہے، گناہ ہوجانا اور ہے گناہ کرنا اور ہے،

پھسلنا اور ہے پھسلانا اور ہے ، گٹر میں گرنا اور ہے اور گرانا اور ہے، جان بوجھ کے گناہ کا ارتکاب کرتے رہنا اور ہے ، گناہ ہو جانا اور ہے۔ جب ایمر جنسی کے طور پر گناہ ہو جائے پھر استغفار کا مرہم لگا لو اور مستغفر بن کر متقیوں کے درجے میں پہنچ جاؤ لیکن گناہ کو اوڑھنا بچھونا بنالینا اور نافرمانی کر کے اللہ کو ناراض کرنا عقل کے بھی خلاف ہے۔ بے وقوف ہے یہ شخص کہ اتنے بڑے مالک کو ناراض کر رہا ہے جو دونوں جہان کا مالک ہے۔

میں جب ملاوی گیا وہاں ایک سڑک پر "s" لکھا تھا اور پھر لال روشنائی سے اس کو کراس (CROSS) کیا ہوا تھا ، تو ایک عالم سے میں نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے؟ کہا کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ جب یہاں آجاؤ تو بے وقوف ہو جاؤ، وقوف نہ کرو۔ میں نے کہا کہ بہت مزے دار ترجمہ کیا آپ نے۔

تو گناہوں سے محافظت ولی اللہ بننے کے نسخہ کی اہم شرط ہے۔ خوب غور سے سن لو۔ میں اس عمر میں ہوں کہ دوبارہ حاضری ہو کہ نہ ہو۔ ہر وقت مجھے یہی خیال ہوتا ہے کہ ستر سے اوپر میری عمر ہو گئی ہے ، دعا تو یہی کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اور زیادہ عمر بڑھا دے تاکہ میں آپ کے گیت گاتا رہوں اور آپ کے بندوں کو سناتا رہوں اپنے بزرگوں سے جو سیکھا ہے۔ میری تقریر کا مزہ ایک میمن نے پایا تو اس نے کہا کہ جنت میں بھی میں اللہ سے درخواست

کروں گا کہ اختر کا بیان سنوائیے۔

میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنا عقل کے بھی خلاف ہے اور شرافت بندگی کے بھی خلاف ہے۔ ان کے ہم پر اتنے احسانات ہیں جن کا تقاضا ہے کہ ہم اللہ کو ناراض نہ کریں۔ میں ایک جملہ پیش کر رہا ہوں جو ہمارے دادا پیر حکیم الامت تھانوی کا ہے کہ اگر اللہ دوزخ کو پیدا نہ کرتا تو بھی اللہ کے خاص بندے ، پیارے ، شریف اور لائق بندے محض اپنی شرافت طبع کی وجہ سے اللہ کو ناراض نہ کرتے۔ ان کے اتنے بے پایاں احسانات ہم پر ہیں کہ ان احسانات کا تقاضا ہے کہ ہم گناہ کرکے ان کو ناراض نہ کریں۔ کتنی بڑی بات ہے ، یہ معمولی بات نہیں ہے کہ مفروضہ کے طور پر اگر کرکے فرمایا کہ فرض کرلو کہ اگر دوزخ اور سزا نہ بھی ہوتی تو بھی شریف بندے ، حیا اور شرم والے بندے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرکے اپنے دل کو خوش نہ کرتے ، حرام خوشیاں نہ آنے دیتے ، وہ کہتے کہ اس سے بہتر موت ہے ہم مرجائیں گے مگر آپ کو ناراض کرکے حرام مزہ نہیں آنے دیں گے اور جب کہ دوزخ اور جنت پیدا کی جاچکی ہیں لہٰذا اللہ کو ناراض کرنا خلاف عقل بھی ہے۔

ولایت کا نسخہ نمبر (۳) اسباب گناہ سے مباعدت

گناہوں کے جو اسباب ہیں ان سے بھی اپنے کو دور رکھو۔ کسی

لڑکی کو کوئی تاجر پی اے نہ رکھے اور بے رِیش یا خوبصورت لڑکوں سے پیر مت دبواؤ۔ گناہوں کے اسباب سے بہت دور رہو۔اگر قریب رہوگے تو پھسل جاؤگے۔ اس کی کیا دلیل ہے قرآن پاک کی؟ حق تعالیٰ فرماتے ہیں

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا

یہ اللہ کے حدود ہیں ، خداوندی ضابطے ہیں ، اللہ کی قائم کی ہوئی حدیں ہیں، ان کے قریب بھی مت جاؤ کیونکہ قریب جانے میں خطرہ ہے کہ تم ان حدوں کو توڑ دوگے۔جب جنگ ہوتی ہے تو سرحدی علاقوں کو خالی کرالیا جاتا ہے ورنہ بمباری ہوجائے گی اس لئے اسباب گناہ سے بہت دور رہو ، نہ ان کے قریب جاؤ نہ قریب آنے دو ورنہ مبتلا ہوجاؤگے۔

ولایت کا نسخہ نمبر (۴) ذکراللہ پر مداومت

میرے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ذکر ذاکر کو مذکور تک پہنچا دیتا ہے۔اللہ کا نام بہت بڑا نام ہے اگر منہ سے بلا ارادہ بھی نکل جائے تو نفع سے خالی نہیں ، اگر کوئی موتی کا خمیرہ بلا ارادہ چاٹ لے تو کیا طاقت نہیں پہنچائے گا تو خالق خمیرۂ موتی کے نام میں طاقت نہ ہوگی؟ اللہ کا نام سرچشمہ ہے

طاقت کا۔ اللہ کے ذکر سے روح میں طاقت آتی ہے۔ اہل اللہ اسی لئے ذکر کا اہتمام کرتے ہیں تاکہ روح میں نفس سے لڑنے کی طاقت رہے ورنہ اگر غذائے روحانی اچھی نہ ملے گی تو ہم نفس سے کیسے لڑیں گے۔ بادام ، انگور، مقناطیس اور میگنٹ وغیرہ میں جو اثر ہے سب اللہ کے نام میں موجود ہے کیونکہ خالق انگور ، خالق بادام ، اور خالقِ مقناطیس کا نام ہے۔ جو ایسی طاقتور چیزیں پیدا کرسکتا ہے بھلا اس کے نام میں اثر نہ ہوگا ، جو مزے دار چیزیں پیدا کرسکتا ہے بھلا وہ خود بے مزہ ہوگا ؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ذکر میں مزہ نہیں آتا۔ میں کہتا ہوں کہ مزہ اس لئے نہیں آتا کہ معصیت یا غفلت کا ملیریا چڑھا ہوا ہے۔ جس کو ملیریا چڑھا ہوا ہے اسے شامی کباب کا مزہ کیسے آئے گا۔ لہٰذا علاج کرائیے۔ جس دن متقی ہوجاؤ گے اور روح کی بیماریاں اچھی ہوجائیں گی پھر ایک اللہ میں اتنا مزہ آئے گا کہ سارا عالم نور سے بھر جائے گا جس کے آگے شربت روح افزا کیا بیچتا ہے کہ جس کو پی کر پیشاب کرنا پڑتا ہے اور اللہ کے نام سے نور ہی نور بنتا ہے۔ اسی لئے اللہ والوں کے سینوں میں نور کا دریا بہتا ہے۔ سنئے بہت پیارا شعر ہے کسی شاعر کا ، میرا نہیں ہے ۔

شاہوں کے سروں میں تاج گراں سے دردسا اکثر رہتا ہے
اور اہل وفا کے سینوں میں اک نور کا دریا بہتا ہے

اللہ والے ہی اہل وفا ہیں کہ یہ اللہ کا رزق کھا کر اللہ کی نافرمانی سے اپنے اندر حرام خوشیاں نہیں لاتے ، معاشرہ کچھ بھی ہو ، سوسائٹی کچھ بھی ہو پورے زمانے سے بے خوف ہوتے ہیں۔ یہ کیا کہ صاحب زمانے کو بھی دیکھنا پڑتا ہے ، ہوا کے ساتھ چلنا پڑتا ہے ،زمانہ کی رفتار کا بھی خیال کرنا پڑتا ہے لیکن اللہ والا کیا کہتا ہے کہ زمانہ کیا بیچتا ہے، زمانہ ہم سے بنتا ہے، ہم زمانے سے نہیں بنتے۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ۔

ہم کو مٹا سکے یہ زمانے میں دم نہیں
ہم سے زمانہ خود ہے زمانے سے ہم نہیں

زمانہ کیا چیز ہے ، سوسائٹی کیا چیز ہے، بین الاقوامی کلچر کیا چیز ہے یہ سب مخلوق ہے جن کو خالق سے نسبت ہے وہ کسی سے متاثر نہیں ہوتے۔ دیکھ لیجئے اسی معاشرہ میں وہ لوگ کس طرح رہتے ہیں ، معاشرہ و سوسائٹی کے کلچر پر اللہ و رسول کے کلچر کو غالب کرتے ہیں۔ شیر ہمیشہ دریا کے بہاؤ کے خلاف تیرتا ہے کیونکہ اپنی طاقت اور فراوانی طاقت میں وہ بہاؤ کے دھارے پر بہنا اپنی طاقت کی توہین سمجھتا ہے۔ تو مومن کے اندر جب شیرانیت آجاتی ہے ، خالقِ شیر سے تعلق خاص پیدا ہوجاتا ہے تو وہ معاشرے کے بہاؤ کے خلاف تیرتا ہے ، معاشرہ کچھ بھی ہو وہ اللہ کی مرضی پر جان دیتا رہتا ہے ۔

ایک مجذوب سے کسی نے کہا کہ سارا معاشرہ آج کل خراب ہے تو اکیلا چنا بھاڑ کو کیسے پھوڑ سکتا ہے تو اس مجذوب نے جواب دیا کہ بھاڑ تو نہیں پھوڑ سکتا لیکن خود تو پھوٹ سکتا ہے۔ ہم اللہ پر فدا ہوجائیں ہماری تو جنت بن گئی کوئی ہماری نہ مانے تو نہ مانے ، ہمارا کیا نقصان ہے۔اب آپ پوچھیں گے کہ ذکر اللہ پر مداومت کی کیا دلیل ہے تو سارا قرآن پاک اس کے دلائل سے بھرا ہوا ہے

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا

اے ایمان والو کثرت سے اللہ کو یاد کرو۔پورے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ فرمایا ہے کہ اللہ کو یاد رکھو ، کوئی حالت ہو اللہ کو نہ بھولو اسی لئے فرمایا کہ جب جمعہ کی نماز ہوجائے فانتشروا فی الارض تو اب دنیا کے کاموں کے لئے چلنے پھرنے کی اجازت ہے وابتغوا من فضل اللّٰہ اور اپنی روزی کی تلاش میں مارکیٹ میں جاسکتے ہو ، دوکانیں کھول سکتے ہو لیکن یہ امر اباحت کے لئے ہے وجوب کے لئے نہیں ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد روزی کی تلاش میں جانا ہی پڑے گا۔ اگر کوئی نہ جائے تو کوئی مواخذہ ، کوئی گناہ نہیں کیونکہ سابقہ آیات میں اذان جمعہ کے بعد خرید و فروخت وغیرہ تمام دینوی امور کی ممانعت کردی گئی تھی اس آیت میں اجازت دے دی گئی کہ نماز جمعہ کے بعد اب روزی کمانا جائز ہے

لیکن بازار اور مارکیٹ میں اللہ کو زیادہ یاد کرنا واذکرو اللّٰہ کثیرًا لعلکم تفلحون کیونکہ جب ہوائی جہاز طوفان میں پھنستا ہے تو پائلٹ اس کی رفتار کو تیز کردیتا ہے اسی طرح مارکیٹ میں غفلت کے طوفان زیادہ ہیں اسی لئے مارکیٹ میں مار پیٹ بھی ہوجاتی ہے لہٰذا وہاں اپنے اللہ کو زیادہ یاد کرنا تاکہ تم فلاح پاجاؤ۔

ولایت کا نسخہ (۵) سنت پر مواظبت

اب پانچویں بات کیا ہے ؟ جو شخص چاہے کہ میں اللہ کا پیارا بن جاؤں تو اسے کیا کرنا چاہئے ؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں قل ان کنتم تحبون اللّٰہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ کا پیار اور اللہ کی محبت چاہتے ہو تو فاتبعونی تم میری چلن چلو۔ یہ ترجمہ شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے ، عاشقانہ ترجمہ ہے کہ تم میری چلن چلو یحببکم اللّٰہ اللہ تم سے پیار کرنے لگے گا، میں اللہ کا اتنا پیارا ہوں کہ جو میری چلن چلتا ہے وہ بھی پیارا بن جاتا ہے۔ تو اتباع سنت پر مواظبت یہ پانچواں نمبر ہے۔

اسوۂ رسول میں حُسن کن کو نظر آتا ہے ؟

ایک عالم نے کہا کہ اس کو آخر میں کیوں رکھا ، اتباع سنت تو

پہلے نمبر پر ہونا چاہئے تھا۔ میں نے کہا کہ بخاری شریف آخر میں ملتی ہے موقوف علیہ پڑھنے کے بعد۔ اہل اللہ کی مصاحبت، ذکر اللہ پر مداومت، گناہوں سے محافظت، اسباب گناہ سے مباعدت یہ سب موقوف علیہ ہیں۔ اشرف و اعلیٰ اور اصل چیز تو اتباع سنت ہی ہے مگر اتباع سنت کے لئے خود اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ میرے نبی کے اسوۂ حسنہ، میرے نبی کی ادائے زندگی، میرے نبی کے چلن میں کن کو حسن نظر آتا ہے؟ جن کی آنکھوں میں معصیت اور غفلت اور دنیا کی محبت کا موتیا اترا ہوا ہے ان کو یہ حسن نظر نہیں آئے گا۔ پھر کس کو نظر آئے گا؟ فرماتے ہیں:

لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ لمن
کان یرجوا اللّٰہ والیوم الآخر و ذکر اللّٰہ کثیرا

میرے نبی کے چلن پر ان لوگوں کو پیار آتا ہے جو مجھ سے تعلق رکھتے ہیں، جس کو اللہ سے جتنا زیادہ تعلق ہوگا اتنا ہی زیادہ اس کو رسول سے تعلق ہوگا اور جن کو قیامت کے دن پر یقین ہوگا کہ ایک دن ہم کو پوری زندگی کا حساب دینا ہے، اپنے بالوں کا حساب دینا ہے اپنے گالوں کا حساب دینا ہے بجمیع اعضائنا ہم جواب دہ ہیں، اس دن ہر عضو خود بولنے لگے گا

الیوم نختم علیٰ افواھھم و تکلمنا ایدیھم

و تشھد ارجلھم بما کانوا یکسبون

آج ہم ان کے منہ پر مہر لگادیں گے ، ان کی زبانوں کو سیل کردیں گے تاکہ جھوٹے عذر نہ پیش کر سکیں اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں شہادت دیں گے جو کچھ یہ لوگ کیا کرتے تھے۔

مولانا رومی مثنوی میں گویا اس آیت کی تفسیر کرتے ہیں۔

لب بگوید من چنیں بوسیدہ ام

ہونٹ خود بولے گا کہ میں نامحرم حسینوں کا بوسہ لیا کرتا تھا ، رزق آپ کا کھاتا تھا لیکن نفس کی بات مان کر اس کو حرام مزہ دے کر نمک حرامی کرتا تھا اور

دست گوید من چنیں دزدیدہ ام

ہاتھ کہے گا کہ میں یوں چوری کرتا تھا ، یوں جیب کاٹتا تھا ، یوں ڈاکہ ڈالتا تھا اور۔

چشم گوید کردہ ام غمزہ حرام

آنکھیں گواہی دیں گی کہ یہ حرام نظر بازی کرتا تھا اور کسی عورت کو گوری ہو یا کالی نہیں چھوڑتا تھا۔ لہٰذا میں نے ساؤتھ افریقہ میں یہ شعر کہا کہ۔

نہ گوری کو دیکھو نہ کالی کو دیکھو

اسے دیکھ جس نے انہیں رنگ بخشا

ان کو رنگ بخشنے والے کو دیکھو کہ وہ کیا چاہتا ہے۔ اگر وہ خوش نہیں تو بس نظر بچالو ورنہ قیامت کے دن یہی آنکھیں اور یہی اعضاء ہمیں گرفتار کرادیں گے۔

گوش گوید چیدہ ام سوء الکلام

کان کہے گا کہ میں نے گانے سنے ہیں ،
دوسروں کی غیبت سنی ہے۔

اتباعِ سنت کے لئے محبت شرطِ اولیں ہے

اس تقریر سے ثابت ہوگیا کہ اصل چیز تو اتباعِ سنت ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے خود فرمادیا کہ اتباعِ سنت کی تقریر جب مفید ہوگی جب مجھ پر یقین کامل ہوگا ، آخرت کے دن پر یقین ہوگا اور جو کثرت سے مجھے یاد کرے گا ، اسی یقین کو بڑھانے کے لئے اہل اللہ کی مصاحبت ، ذکر اللہ پر مداومت ، گناہوں سے محافظت اور اسبابِ گناہ سے مباعدت ضروری ہے ۔ جتنا یہ یقین بڑھتا چلا جائے گا اتنا ہی اللہ کے نبی کے چلن اور زندگی میں حسن نظر آئے گا۔ یہ تعلیم ہمیں اس خالقِ حسن نے دی ہے جو دنیا بھر کے حسینوں کو حسن دیتا ہے ، جنت میں حوروں کو حسن دیتا ہے تو وہ خالقِ نمکیات لیلائے کائنات اور خالقِ حسن حورانِ جنت جب اپنی صفتِ عطائے حسن کے

ساتھ جس دل میں آئے گا تو وہ دل حسین نہ ہوجائے گا ؟ تب اس کو نبی کے اسوۂ حسنہ میں حسن نظر آئے گا کیونکہ تجلیاتِ قربِ خاص سے اپنے مولیٰ کو دل میں نقد پائے گا تو جنت کو تو ادھار پائے گا لیکن خالق جنت کے قرب کی بہار سے دل دونوں جہان سے بے نیاز ہوجائے گا کیونکہ وہ مولائے دو جہان جس دل میں اپنی تجلیات خاصہ سے متجلّی ہوتا ہے تو یہ عالم غیب اس کے لئے برائے نام عالم غیب رہ جاتا ہے ،جنت اس کے لئے ادھار ہوتی ہے لیکن وہ اپنے مولیٰ کو دل میں نقد پاتا ہے۔ میرا شعر ہے ؎

گذرتا ہے کبھی دل پر وہ غم جس کی کرامت سے
مجھے تو یہ جہاں بے آسماں معلوم ہوتا ہے

اسی لئے میں کہتا ہوں کہ جنت تو ادھار ہے لیکن مولیٰ نقد ہے کیونکہ و ھو معکم اینما کنتم اس کی شان ہے لہٰذا جو خالق جنت کو یعنی اس کی تجلیات خاصہ کو دل میں پائیں گے تو مست ہوجائیں گے اور دوسروں کو بھی مست کرنے لگیں گے۔اصلی مست وہ ہے جو خود بھی مست ہو اور دوسروں کو بھی مست کردے اور جو اوپر سے مستی دکھا رہا ہے لیکن مخلوق سے الگ ہونے کے بعد خلوت میں ساری مستیاں غائب تو معلوم ہوا کہ اس مستی کی تہہ میں اس کی پارٹی ہے اور پارٹی کے پیچھے بالٹی چھپی ہوئی ہے لہٰذا جس پارٹی کے

پیچھے بالٹی ہو ، اخلاص نہ ہو اس میں نہ جاؤ ، اللہ والوں کے پاس جاؤ جو سراپا اخلاص ہیں۔

بس ان پانچ باتوں پر جو سو فی صد عمل کر لے گا ان شاء اللہ یقین سے کہتا ہوں کہ بغیر ولی اللہ بنے ہوئے اس کا انتقال نہیں ہو سکتا۔ اس کا خلاصہ پھر سن لیجئے۔

۱ اہل اللہ کی مصاحبت

۲ ذکر اللہ پر مداومت

۳ گناہوں سے محافظت

۴ اسباب گناہ سے مباعدت

۵ اتباع سنت پر مواظبت

یہ وہ تقریر ہے جو میں نے اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم کے حکم سے شیخ کی موجودگی میں کی۔بعد میں شیخ نے اپنے حجرے میں مجھ سے فرمایا کہ آج تمہاری تقریر نہایت اہم نہایت مفید اور نہایت ضروری تھی۔ تو میری یہ تقریر سندیافتہ ہے جس کی تقریر اس کا مرشد سن لے وہ سندیافتہ نہ ہوگی؟ یہ سند بھی مستند بھی ہے اور مضبوط سہارا ہے ۔ اسی لئے کہتا ہوں کہ دیکھو اللہ کے علاوہ کسی سہارے کا اعتبار نہ کرو ۔ پتہ نہیں کب وہ سہارا ساتھ چھوڑ دے ۔ دیکھئے پچھلے سال میری بیوی کا انتقال ہوگیا۔ پچاس سال ساتھ رہی ، نصف صدی کا ساتھ تھا ۔

پچھلے سال عمرہ کے لئے آیا تھا، مکہ مکرمہ پہنچتے ہی ان کی بیماری کی اطلاع ملی اور میں ایک ہی دن میں کراچی واپس چلا گیا تھا، عمرہ بھی کیا اور مدینہ شریف بھی حاضری دی اور فوراً رات کے جہاز سے واپس ہوگیا۔ میرے احباب جو ساتھ آئے تھے تڑپتے رہ گئے کہ آیا بھی وہ، گیا بھی وہ اور ختم فسانہ ہوگیا لیکن رفیقۂ حیات کے حق دلجوئی کا ان کو سبق بھی مل گیا اور بعض دوستوں نے کہا کہ تمہارے اس عمل سے ہمیں بیویوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا ایسا زبردست سبق ملا جو بڑی بڑی تقریروں سے نہ ملتا۔

اللہ کے سوا ہر سہارا فانی ہے

کسی چیز کا سہارا نہیں کالے بالوں کا بھی سہارا مت لو کہ یہ سفید ہونے والے ہیں جب اسٹرکچر کمزور ہوجائے گا تو لاکھ خضاب کا ڈسٹمپر لگاؤ، کچھ فائدہ نہیں۔ میرے دو شعر ہیں ؎

جب ترا اے دوست اسٹرکچر ہلا
مجھ پہ رازِ حسنِ ڈسٹمپر کھلا
حسن جب چہرے سے زائل ہوگیا
وہ نظر آیا مجھے بندر کھلا

اکبر الہ آبادی جج تھے ان کا ایک ساتھی ساٹھ سال کا وہ خضاب لگا کر جوان بن رہا تھا، اکبر نے اسی وقت یہ شعر کہا، بڑے مزاحیہ شاعر تھے مگر حقیقت گو تھے۔ کہا کہ ؎

مصروف ہیں جناب یہ کس بندوبست میں
اپریل کی بہار نہ ہوگی اگست میں

یہ خضاب لگا کر ساٹھ برس کے اسٹرکچر کو جوانی دینے کی کوشش نہ کرو، بڑھاپے میں جوانی کی بہار نہیں آسکتی۔

اللہ تعالیٰ دائماً بندوں کے ساتھ ہیں

تو یہ بتارہا ہوں کہ دنیا کا کچھ بھروسہ نہیں، نہ جانے کس وقت کیا چیز جدا ہوجائے صرف ایک اللہ کی ذات ہے جو ہم سے کبھی جدا نہیں ہوتی۔ تمہارا باپ بھی یہ صفت نہیں رکھتا کہ جہاں بیٹا جائے وہاں ابا بھی جائے لیکن میری ذات کو دیکھو، میری شفقت، میری رحمت دیکھو، میں رب العالمین ہوں مگر رحمٰن و رحیم بھی ہوں، میری ربوبیت میں میری شان رحمت کی تجلی دیکھو کہ **و هو معکم اینما کنتم** جملہ اسمیہ سے نازل فرمایا جو دوام و ثبوت پر دلالت کرتا ہے کہ تم دنیا میں جہاں بھی رہوگے ہم تمہارے ساتھ ہوں گے، تمہارا ربا تمہارے ساتھ ہوگا، روئے زمین پر چاہے خشکی میں رہو، چاہے پانی میں رہو، چاہے فضا میں رہو، جہاں بھی رہو یہی ایک اللہ ہے جو ہر جگہ تمہارے ساتھ ہے۔ زمین کے اوپر بھی ساتھ ہے زمین کے نیچے قبر میں بھی ساتھ ہے، عالم برزخ میں، میدان محشر میں اور جنت میں بھی اللہ ہی ساتھ ہوگا۔ ایسے

اللہ کو چھوڑ کر کس چیز پر مر رہے ہو کہ ایک دن کوئی ساتھ نہیں دے گا۔ روح نکلتے ہی پتہ چل جائے گا کہ سارا عالمِ اسباب ختم، چائے تیار ہے پی نہیں سکتے، بیوی موجود ہے دیکھ نہیں سکتے، بچے ابو ابو چلا رہے ہیں مگر ابو صاحب بچوں کو نہیں دیکھ سکتے۔ اکبر الٰہ آبادی فرماتے ہیں۔

قضا کے سامنے بیکار ہوتے ہیں حواس اکبرؔ
کھلی ہوتی ہیں گو آنکھیں مگر بینا نہیں ہوتیں

آیت ربنا اللہ میں اللہ کے مبتدا ہونے کی نحوی و منطقی دلیل

اس لئے سہارا صرف اللہ کا ہے، اس سے بہتر کوئی سہارا نہیں۔ ایک عالم نے مجھ سے سوال کیا کہ **ان الذین قالوا ربنا اللّٰہ ثم استقاموا** میں ربنا مبتدا ہے یا خبر۔ میں نے کہا خبر مقدم ہے تاکہ معنی حصر کے پیدا ہوں کہ تمہارا پالنے والا صرف اللہ ہے۔ اگر یہاں **تقدیم ما حقہ التاخیر** نہ ہو تو **یفیدالحصر** نہیں ہوسکتا۔ کہنے لگے اگر ہم اللہ کو خبر بنادیں اور رب کو مبتدا؟ میں نے کہا مبتدا مسند الیہ ہوتا ہے اور مسند الیہ قوی ہونا چاہئے کیونکہ سہارا ہمیشہ قوی کا لیا جاتا ہے۔ اللہ اسم ذات ہے اور رب اسم صفات سے ہے اور صفت سے قوی ذات ہوتی ہے اور مسند الیہ ہمیشہ قوی کو بنایا جاتا ہے، اقوئی کے

ہوتے ہوئے قوی کو بھی مسند الیہ بنانا جائز نہیں ہے لہٰذا اللہ کے اسم جلالہ کے ہوتے ہوئے رب کے اسم صفاتی کو مسند الیہ بنانا جائز نہیں۔ یہ سن کر وہ عالم پھڑک گئے کہنے لگے کہ واہ کیا بات کہی۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے میں سوچ رہا تھا کہ کیا بیان کروں مگر واہ رے میرے اللہ میرے بزرگوں کی دعاؤں کا صدقہ ہے کہ ہر وقت نئے نئے مضامین عطا ہوتے ہیں۔ دعا کرو کہ اے اللہ جو سنا ہے اس پر عمل کی توفیق دے۔ دیکھئے خالی **سمعنا** کام نہیں دے گا **سمعنا** کے بعد **اطعنا** بھی ضروری ہے کیونکہ کافر **سمعنا** کے بعد **عصینا** کہتے تھے۔ لہٰذا **سمعنا** تو ہوگیا اب **اطعنا** کی فکر کرو کہ جو سنا ہے اس پر اے اللہ عمل کی توفیق اولاً اختر کو عطا فرما ثانیاً سب دوستوں کو عطا فرما اور اس کیسٹ کو پورے عرب میں پھیلا دے۔ بتائیے مضمون مدلل ہے یا نہیں۔ یہ تصوف وہ نہیں ہے جس سے کوئی سعودی بھی گھبرائے، قرآن پاک کی تفسیروں کے ساتھ پیش کیا ہے اور ایک عالم نے خواب میں دیکھا ہے کہ سعودیہ میں تمہاری کتاب تصوف کی پڑھائی جارہی ہے تو میں امید رکھتا ہوں کہ سعودی عرب میں تصوف زندہ ہوجائے گا۔اس کیسٹ کو زیادہ سے زیادہ سعودی حضرات کو بھی پیش کرو۔ دیکھو قرآن پاک کی آیات سے پورا مضمون مدلل ہے جس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ یہ وہ لوہے کا چنا ہے جس کو کوئی چبا نہیں سکتا، ماننا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم

سب کو عمل کی توفیق دے اور مرنے سے پہلے اے خدا ہم سب کو اپنا ولی بنا کر دنیا سے اٹھائیے اور دیر بھی نہ ہونے دیجئے، آپ کی نافرمانی میں جینا اور آپ کی فرماں برداری میں ذرا سی بھی تاخیر کرنا ہم غیرتِ بندگی اور شرافتِ بندگی کے خلاف سمجھتے ہیں کہ رزق آپ کا کھاتے رہیں اور اپنی نافرمانی میں آپ ہم کو دیکھتے رہیں۔ اے اللہ جلد وہ لمحہ عطا فرما، وہ گھڑی ہمیں عطا فرما کہ ہماری زندگی سو فیصد نفس و شیطان کی غلامی سے نکل کر اے اللہ آپ کی اور آپ کے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی میں آجائے۔ اے اللہ آپ کی بندگی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا طوق ہماری گردن میں ڈال دے کہ سر سے پیر تک ہم آپ کے ہو جائیں ؎

نہیں ہوں کسی کا تو کیوں ہوں کسی کا
انہیں کا انہیں کا ہوا جارہا ہوں

جس کے ہو اسی کے بن جاؤ میرے دوستو!

و آخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

رنگ لائیں گی کب میری آہیں

پھر مدینہ کی جانب کو جائیں

جب نظر آئے وہ سبز گنبد

کہہ کے صَلِّ علیٰ جھوم جائیں

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

پوچھے نہ کوئی اُف دلِ برباد کا عالم
جیسے کہ جہنم میں ہو جلاد کا عالم
واللہ کہوں کیا دلِ آباد کا عالم
جنت کی بھی جنت ہے تری یاد کا عالم

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

تو نے ان کی راہ میں طاعت کی لذت بھی چکھی

ہاں شکستِ آرزو کا بھی مقامِ قرب دیکھ

سر فروشی، دل فروشی، جاں فروشی سب سہی

پی کے خونِ آرزو پھر کیفِ جامِ قرب دیکھ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم